سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ
سورۂ مجادلہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی بائیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْۤ
سُن لی اللہ نے بات اُس عورت کی جو جھگڑتی تھی تجھ سے اپنے خاوند کے حق میں اور جھینکتی تھی
اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① الَّذِيْنَ
اللہ کے آگے ف١ اور اللہ سُنتا تھا سوال و جواب تم دونوں کا بیشک اللہ سُنتا ہے دیکھتا ہے ف٢ جو لوگ
يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـئِيْ
ماں کہہ بیٹھیں تم میں سے اپنی عورتوں کو وہ نہیں ہو جاتیں اُنکی مائیں، اُنکی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے
وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ
اُن کو جنا اور وہ بولتے ہیں ایک ناپسند بات اور جھوٹی ف٣ اور اللہ معاف کرنیوالا
غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ
بخشنے والا ہے ف٤ اور جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں اپنی عورتوں کو پھر کرنا چاہیں وہی کام جسکو کہا ہے تو آزاد
رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
کرنا چاہیئے ایک بردہ پہلے اس سے کہ آپس میں ہاتھ لگائیں ف٥ اس سے تم کو نصیحت ہوگی ف٦ اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ تم
خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ
کرتے ہو ف٧ پھر جو کوئی نہ پائے تو روزے ہیں دو مہینے کے لگاتار ف٨ پہلے اس سے کہ آپس میں چھوئیں
فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ
پھر جو کوئی یہ نہ کر سکے تو کھانا دینا ہے ساٹھ محتاجوں کا ف٩ یہ حکم اس واسطے کہ تابعدار ہو جاؤ اللہ کے اور
رَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④ اِنَّ الَّذِيْنَ
اسکے رسُول کے ف١٠ اور یہ حدیں باندھی ہیں اللہ کی اور منکروں کے واسطے عذاب ہے دردناک ، جو لوگ کہ

ف١ اسلام سے پہلے مرد اگر اپنی عورت کو کہتا کہ تو میری ماں ہے تو سمجھتے تھے کہ ساری عُمر کے لئے اُس پر حرام ہو گئی۔ پھر کوئی صورت اُن کے ملنے کی نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایک مسلمان (اوس بن الصامت رضؓ) اپنی عورت (خولہ بنت ثعلبہ) کو یہی کہہ بیٹھا عورت حضرت صلعم کی خدمت میں پہنچی اور سب ماجرا کہہ سُنایا۔ آپ نے فرمایا کہ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے ابھی تک کوئی خاص حکم نہیں دیا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ تو اُس پر حرام ہو گئی۔ اب تم دونوں کیونکر مل سکتے ہو۔ وہ شکوہ وزاری کرنے لگی کہ گھر ویران ہوتا ہے اولاد پریشان ہوتی ہے۔ کبھی حضورؐ سے جھگڑتی کہ یا رسُول اللہ! اُس نے ان الفاظ سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ کبھی اللہ کے آگے رونے جھینکنے لگتی کہ الٰہی! میں اپنی تنہائی اور مصیبت کی فریاد تجھ سے کرتی ہوں، اِن بچوں کو اگر اپنے پاس رکھوں تو بھوکے مرینگے، اُس کے پاس چھوڑ دوں تو یوں ہی کس مپرسی میں) ضائع ہو جائینگے۔ اے اللہ! تو اپنے نبی کی زبان سے میری مشکل کو حل کر۔ اُس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ اور "ظہار" کا حکم اُترا۔ (تنبیہ) حنفیہ کے نزدیک ظہار یہ ہے کہ اپنی بیوی کو محرمات ابدیہ (ماں بہن وغیرہ) کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کی طرف دیکھنا اُس کو منع ہو۔ مثلاً یوں کہے "اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ" (تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ) "ظہار" کے احکام کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کی جائے۔

ف٢ یعنی اللہ تو سب ہی کچھ سُنتا دیکھتا ہے۔ جو گفتگو آپؐ کے اور اُس عورت کے درمیان ہوئی وہ کیوں نہ سُنتا۔ بیشک وہ مصیبت زدہ عورت کی فریاد کو پہنچا۔ اور ہمیشہ کے لئے اس قسم کے حوادث سے عہدہ برآ ہونے کا راستہ بتلا دیا۔ جو آگے آتا ہے۔

ف٣ اپنی بیوی (جس نے اِس کو جنا نہیں) وہ اس کی واقعی ماں کیونکر بن سکتی ہے جو محض اتنے لفظ پر ہمیشہ کے لئے حقیقی ماں کی طرح حرام ہو جائے؟ ہاں آدمی جب اپنی بدتمیزی سے ایک جھوٹی نامعقول اور بیہودہ بات کہدے اُس کا بدلہ یہ ہے کہ کفارہ دے، تب اُس کے پاس جائے ورنہ نہ جائے۔ پر عورت اُسی کی رہی، محض ظہار سے طلاق نہیں پڑ گئی۔

ف٤ یعنی جاہلیت میں جو ایسی حرکت کر چکے وہ معاف ہے۔ اب ہدایت آ چکنے کے بعد ایسا مت کرو۔ اگر غلطی سے کر گذرے تو توبہ کر کے اللہ سے معاف کراؤ۔ اور عورت کے پاس جانے سے پہلے کفارہ ادا کرو۔

ف٥ یعنی یہ لفظ (اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ) کہا صحبت موقوف کرنے کو۔ پھر صحبت کرنا چاہیں تو پہلے ایک غلام آزاد کر لیں اُس کے بعد ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ (تنبیہ) حنفیہ کے ہاں کفارہ دینے سے پہلے جماع اور دواعی جماع دونوں ممنوع ہیں۔ بعض احادیث میں ہے "اَمَرَہٗ اَنْ لَّا یَقْرَبَهَا حَتّٰی یُکَفِّرَ"۔

ف٦ یعنی کفارہ کی مشروعیت تمہاری تنبیہ و نصیحت کے لئے ہے کہ پھر ایسی غلطی نہ کرو۔ اور دوسرے بھی باز آئیں۔

ف٧ یعنی تمہارے احوال کے مناسب احکام بھیجتا ہے اور خبر رکھتا ہے کہ تم کس حد تک اُن پر عمل کرتے ہو۔

ف٨ یعنی بیچ میں دم نہ لے۔

ف٩ "بردہ" (غلام) آزاد کرنے کا مقدور نہ ہو، تب روزے رکھ سکتا ہے۔ اور روزے رکھنے سے مجبور ہو تب کھانا دے سکتا ہے۔ تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کی جائے۔

ف١٠ یعنی جاہلیت کی باتیں چھوڑ کر اللہ و رسُول کے احکام پر چلو، جو مومن کامل کی شان ہے۔

ف۱ یعنی مومنین کا کام نہیں کہ اللہ کی باندھی ہوئی حدود سے تجاوز کریں۔ باقی رہے کافر جو حدود اللہ کی پروا نہیں کرتے اور خود اپنی رائے و خواہش سے حدیں مقرر کرتے ہیں۔ انہیں چھوڑیے کہ
اُن کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ ایسے لوگ پہلے زمانہ میں بھی ذلیل و خوار ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں۔ اللہ کی روشن اور صاف صاف آیتیں سُن لینے کے بعد انکار پر جمے رہنا اور خدائی احکام
کی عزّت و احترام نہ کرنا اپنے کو ذلت کے عذاب میں پھنسانے کا مرادف ہے۔ ف۲ یعنی جو کام کیے تھے اُن سب کا نتیجہ سامنے آجائیگا کوئی ایک عمل بھی غائب نہ ہوگا۔

يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ
مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اُس کے رسُول کی وہ خوار ہوئے جیسے کہ خوار ہوئے ہیں وہ لوگ جو اُن سے پہلے تھے اور ہم نے
اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۚ ﴿۵﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ
اُتاری ہیں آیتیں بہت صاف اور منکروں کے واسطے عذاب ہے ذلت کا ف۱ جس دن کہ اُٹھائیگا اللہ
جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
ان سب کو پھر جتلا ئیگا اُنکو اُن کے کئے کام ف۲ اللہ نے وہ سب گِن رکھے ہیں اور وہ بھول گئے، اور اللہ کے سامنے
شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۶﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا
ہے ہر چیز ف۳ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں۔ کہیں
يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ
نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ نہیں ہوتا اُن میں چوتھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہیں ہوتا اُن میں چھٹا
وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ
اور نہ اُس سے کم اور نہ زیادہ جہاں وہ نہیں ہوتا اُن کے ساتھ جہاں کہیں ہوں ف۴ پھر
يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى
جتلا دیگا اُنکو جو کچھ اُنہوں نے کیا قیامت کے دن، بیشک اللہ کو معلوم ہے ہر چیز تو نے نہ دیکھا
الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ
اُن لوگوں کو جن کو منع ہوئی کانا پھوسی پھر بھی وہی کرتے ہیں جو منع ہو چکا ہے اور کان میں باتیں کرتے ہیں
بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ؗ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا
گناہ کی اور زیادتی کی اور رسُول کی نافرمانی کی ف۵ اور جب آئیں تیرے پاس تجھکو وہ دعا دیں
لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا
جو دعا نہیں دی تجھ کو اللہ نے اور کہتے ہیں اپنے دل میں کیوں نہیں عذاب کرتا ہم کو اللہ اُس پر جو
نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
ہم کہتے ہیں کافی ہے اُن کو دوزخ داخل ہونگے اس میں سو بُری جگہ پہنچے ف۶ اے

ع ۱

ف۳ یعنی اُن کو اپنی عمر بھر کے بہت سے کام یاد بھی نہیں رہے، یا اُن کی طرف توجہ نہیں رہی لیکن اللہ کے ہاں وہ سب ایک ایک کر کے محفوظ ہیں۔ وہ سارا دفتر اُس دن کھول کر سامنے رکھدیا جائیگا

ف۴ یعنی صرف اُن کے اعمال ہی پر کیا منحصر ہے، اللہ کے علم میں تو آسمان و زمین کی ہر چھوٹی بڑی چیز ہے۔ کوئی مجلس، کوئی سرگوشی اور کوئی خفیہ سے خفیہ مشورہ نہیں ہوتا جہاں اللہ اپنے علم محیط کے ساتھ موجود نہ ہو جہاں تین آدمی چُھپ کر مشورہ کرتے ہوں نہ سمجھیں کہ وہاں کوئی چوتھا نہیں سُن رہا۔ اور پانچ کی کمیٹی خیال نہ کرے کہ کوئی چھٹا سُننے والا نہیں۔ خوب سمجھ لو کہ تین ہوں یا پانچ یا اُس سے کم زیادہ، کہیں ہوں، کسی حالت میں ہوں، اللہ تعالیٰ ہر جگہ اپنے علم محیط سے اُن کے ساتھ ہے کسی وقت اُن سے جُدا نہیں۔ (تنبیہ) مشورہ میں اگر صرف دو شخص ہوں تو بصورت اختلاف ترجیح دشوار ہوتی ہے۔ اسی لئے عموماً معاملات مہمہ میں طاق عدد رکھتے ہیں۔ اور ایک کے بعد پہلا طاق عدد تین تھا پھر پانچ۔ شاید اس لئے ان دو کو اختیار فرمایا اور آگے "وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ" سے تعمیم فرما دی۔ باقی حضرت عمرؓ کا شورائے خلافت کو چھ بزرگوں میں دائر کرنا (حالانکہ چھ کا عدد طاق نہیں)، اس لئے ہوگا کہ اُس وقت یہ ہی چھ خلافت کے سب سے زیادہ اہل اور مستحق تھے جن میں سے کسی کو چھوڑا نہیں جا سکتا تھا نیز خلیفہ کا انتخاب اُن ہی چھ میں سے ہو رہا تھا تو ظاہر ہے جس کا نام آتا، اُس کے سوائے رائے دینے والے تو پانچ ہی رہتے ہیں۔ پھر بھی احتیاطاً حضرت عمرؓ نے بصورت مساوات ایک جانب کی ترجیح کے لئے عبداللہ بن عمرؓ کا نام لے دیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۵ حضرتؐ کی مجلس میں بیٹھ کر منافق سرگوشیاں کرتے مجلس والوں کا مذاق اُڑاتے اُن پر عیب پکڑتے۔ ایک دوسرے کے کان میں اس طرح بات کہتا اور آنکھوں سے اشارے کرتا جس سے مخلص مسلمانوں کو تکلیف ہوتی۔ اور حضرتؐ کی بات سُن کر کہتے "یہ مشکل کام ہم سے کہاں ہو سکیگا"۔ پہلے سورۂ "نساء" میں اس طرح کی سرگوشیوں سے منع کیا جا چکا تھا لیکن یہ موذی بے حیا پھر بھی اپنی حرکتوں اور زیادتیوں سے باز نہ آئے۔ اُس پر یہ آیتیں اُتریں۔

ف۶ یعنی اللہ نے تو آپ کو دوسرے انبیاء کے ساتھ یہ دعائیں دی ہیں "سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ" اور "وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى" اور مومنین کی زبانوں سے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" مگر بعض یہود جب آپ کے پاس آتے تو بجائے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ کے دبی زبان سے "اَلسَّامُ عَلَيْكَ" کہتے جس کے معنی ہیں "تجھے موت آئے"۔ گویا اللہ نے جو سلامتی کی دُعاء آپ کو دی تھی، اُس کے خلاف بد دعا دیتے تھے۔ پھر آپس میں کہتے کہ اگر یہ واقعی رسُول ہے تو اس کہنے سے ہم پر فوراً عذاب کیوں نہیں آتا۔ اُس کا جواب دیا "حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ" یعنی جلدی نہ کرو۔ ایسا کافی عذاب آئیگا جس کے سامنے دوسرے عذاب کی ضرورت نہ ہوگی۔ (تنبیہ) احادیث میں "یہود" کے متعلق آیا ہے کہ "السلام" کی جگہ "السام" کہتے تھے۔ ممکن ہے بعض منافقین بھی ایسا کہتے ہونگے۔ کیونکہ منافق عموماً یہودی تھے۔ حضورؐ کی عادت تھی کہ جب کوئی یہودی یہ کہتا آپ جواب میں صرف "وَعَلَيْكَ" فرما دیتے۔ ایک مرتبہ عائشہ صدیقہؓ نے "السّام علیک" کے جواب میں یہودی کو "علیک السام واللعنۃ" کہا تو حضورؐ کو کمال خُلق سے یہ جواب پسند نہ آیا۔

ف۱ یعنی سچے مسلمانوں کو منافقین کی خو سے بچنا چاہئے۔ اُن کی سرگوشیاں اور مشورے ظلم و عُدوان اور اللہ و رسُول کی نافرمانی کے لئے نہیں، بلکہ نیکی اور تقویٰ اور معقول باتوں کی اشاعت کے لئے ہونے چاہئیں جیسا کہ سورۂ "نسا" میں گذرا۔ لَا خَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَیْنَ النَّاسِ (نساء۔ رکوع ۱۷) ف۲ یعنی سب کو اللہ کے سامنے جمع ہو کر ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے۔ اُس سے کسی کا ظاہر و باطن پوشیدہ نہیں۔ لہٰذا اس سے ڈر کر نیکی اور پرہیزگاری کی بات کرو۔ ف۳ یعنی منافقین کی کانا پھوسی (سرگوشی) اسی غرض سے تھی کہ ذرا مسلمان رنجیدہ اور دلگیر ہوں اور گھبرا جائیں کہ نہ معلوم یہ لوگ ہماری نسبت کیا منصوبے سوچ رہے ہونگے۔ یہ کام شیطان اُن سے کرا رہا تھا مگر مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اُس کے قبضہ میں کیا چیز ہے۔ نفع نقصان سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اُس کا حکم نہ ہو تو کتنے ہی مشورے کرلیں اور منصوبے گانٹھ لیں، تمہارا بال بیکا نہ ہوگا۔ لہٰذا تم کو غمگین و دلگیر ہونے کے بجائے اپنے اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ (تنبیہ) احادیث میں ممانعت آئی ہے کہ مجلس میں ایک آدمی کو چھوڑ کر دو شخص کانا پھوسی کرنے لگیں۔ کیونکہ وہ تیسرا غمگین ہوگا۔ یہ مسئلہ بھی ایک طرح آیۂ ہٰذا کے تحت میں داخل ہو سکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "مجلس میں دو شخص کان میں بات کریں تو دیکھنے والے کو غم ہو کہ مجھ سے کیا حرکت ہوئی جو یہ چھپ کر کہتے ہیں"۔

ف۴ یعنی اس طرح بیٹھو کہ جگہ کھل جائے اور دوسروں کو بھی موقع بیٹھنے کا ملے۔

ف۵ یعنی اللہ تمہاری تنگیوں کو دور کریگا اور اپنی رحمت کے دروازے کشادہ کردیگا۔

ف۶ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ آداب ہیں مجلس کے۔ کوئی آئے اور جگہ نہ پائے تو چاہئے سب تھوڑا تھوڑا ہٹیں تا مکان حلقہ کا کشادہ ہو جائے۔ یا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوں اور پرے ہٹ کر حلقہ کرلیں۔ (یا بالکل چلے جانے کو کہا جائے تو چلے جائیں) اتنی حرکت میں غرور (یا بخل) نہ کریں۔ خوئے نیک پر اللہ مہربان ہے اور خوئے بد سے بیزار"۔ (تنبیہ) حضور پرنورؐ کی مجلس میں ہر شخص آپ کا قرب چاہتا تھا جس سے کبھی مجلس میں تنگی پیش آتی تھی۔ حتیٰ کہ بعض مرتبہ اکابر صحابہ کو حضورؐ کے قریب جگہ نہ ملتی۔ اس لئے یہ احکام دیئے گئے۔ تا ہر ایک کو درجہ بدرجہ استفادہ کا موقع ملے، اور نظم و ضبط قائم رہے۔ اب بھی اس قسم کی انتظامی چیزوں میں صدر مجلس کے احکام کی اطاعت کرنا چاہئے۔ اسلام ابتری اور بدنظمی نہیں سکھلاتا۔ بلکہ انتہائی نظم و شائستگی سکھلاتا ہے۔ اور جب عام مجالس میں یہ حکم ہے تو میدانِ جہاد اور صفوفِ جنگ میں تو اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔

ف۷ یعنی سچا ایمان اور صحیح علم انسان کو ادب و تہذیب سکھلاتا اور متواضع بناتا ہے۔ اہل علم و ایمان جس قدر کمالات و مراتب میں ترقی کرتے ہیں، اُسی قدر جھکتے اور اپنے کو ناچیز سمجھتے جاتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ اُن کے درجے اور زیادہ بلند کرتا ہے۔ "مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ"۔ یہ متکبر بددین یا جاہل گنوار کا کام ہے کہ اتنی سی بات پر لڑے کہ مجھے یہاں سے کیوں اُٹھا دیا اور وہاں کیوں بٹھا دیا۔ یا مجلس سے اُٹھ جانے کو کیوں کہا۔ افسوس کہ آج بہت سے بزرگ اور عالم کہلانے والے اسی خیالی اعزاز کے سلسلہ میں غیر مختتم جنگ آزمائی اور مورچہ بندی شروع کردیتے ہیں۔ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ"۔

ف۸ یعنی ہر ایک کو اُس کے کام اور لیاقت کے موافق درجے عطا کرتا ہے اور وہ ہی جانتا ہے کہ کون واقعی ایماندار اور اہل علم ہیں۔

اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ
ایمان والو جب تم کان میں بات کرو تو مت کرو بات گناہ کی اور زیادتی کی اور رسُول کی نافرمانی کی

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝٩ اِنَّمَا
اور بات کرو احسان کی اور پرہیزگاری کی ف۱ اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس تم کو جمع ہونا ہے ف۲ یہ جو ہے

النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا
کانا پھوسی سو شیطان کا کام ہے تاکہ دلگیر کرے ایمان والوں کو اور وہ اُن کا کچھ نہ بگاڑیگا بدون

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١٠ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا
اللہ کے حکم کے اور اللہ پر چاہیے کہ بھروسہ کریں ایمان والے ف۳ اے ایمان والو

اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِى الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ
جب کوئی تم کو کہے کہ کھل کر بیٹھو ف۴ مجلسوں میں تو کھل جاؤ اللہ کشادگی دے تم کو ف۵ اور جب کوئی کہے

انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
کہ اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہو ف۶ اللہ بلند کریگا اُنکے لئے جو کہ ایمان رکھتے ہیں تم میں سے اور علم

دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝١١ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ
اُنکے درجے ف۷ اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۸ اے ایمان والو جب تم کان میں بات

الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ
کرنا چاہو رسُول سے تو آگے بھیجو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اور

اَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١٢ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ
بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۹ کیا تم ڈر گئے کہ

تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ
آگے بھیجا کرو کان کی بات سے پہلے خیراتیں سو جب تم نے نہ کیا اور اللہ نے معاف کردیا تم کو

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ
تو اب قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو اللہ کے اور اُسکے رسُول کے اور اللہ کو خبر ہے

ف۹ منافق بے فائدہ باتیں حضرتؐ سے کان میں کرتے کہ لوگوں میں اپنی بڑائی جتائیں اور بعض مسلمان غیر مہم باتوں میں سرگوشی کرکے اتنا وقت لے لیتے تھے کہ دوسروں کو حضورؐ سے مستفید ہونے کا موقع نہ ملتا تھا، یا کسی وقت آپؐ خلوت چاہتے تو اُس میں بھی تنگی ہوتی تھی لیکن مروّت و اخلاق کے سبب کسی کو منع نہ فرماتے۔ اُس وقت یہ حکم ہوا کہ جو مقدرت والا آدمی حضورؐ سے سرگوشی کرنا چاہے وہ اس سے پہلے کچھ خیرات کرکے آیا کرے اس میں کئی فائدے ہیں۔ غریبوں کی خدمت، صدقہ کرنیوالے کے نفس کا تزکیہ، مخلص و منافق کی تمیز، سرگوشی کرنیوالوں کی تقلیل، وغیر ذٰلک۔ ہاں جس کے پاس خیرات کرنے کو کچھ نہ ہو، اُس سے یہ قید معاف ہے۔ جب یہ حکم اترا منافقین نے مارے بخل کے وہ عادت چھوڑدی اور مسلمان بھی سمجھ گئے کہ زیادہ سرگوشیاں کرنا اللہ کو پسند نہیں۔ اسی لئے یہ قید لگائی گئی ہے۔ آخر یہ حکم اگلی آیت سے منسوخ فرمادیا۔

ف۱ یعنی صدقہ کا حکم دینے سے جو مقصد تھا، حاصل ہو گیا۔ اب ہم نے یہ وقتی حکم اُٹھا لیا ہے چاہئے کہ اُن احکام کی اطاعت میں ہمہ تن لگے رہو جو کبھی منسوخ ہونے والے نہیں۔ مثلاً نماز و زکوٰۃ وغیرہ

ع ۳ ۲

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٣﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ

جو کچھ تم کرتے ہو ف۱ کیا تو نے نہ دیکھا اُن لوگوں کو جو دوست ہوئے ہیں اُس قوم کے جن پر غصہ ہوا ہے اللہ ف۲

مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٤﴾

نہ وہ تم میں ہیں اور نہ اُن میں ہیں ف۳ اور قسمیں کھاتے ہیں جھوٹ بات پر اور اُن کو خبر ہے ف۴

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٥﴾ اِتَّخَذُوْٓا

تیار رکھا ہے اللہ نے اُن کے لئے سخت عذاب ف۵ بیشک وہ بُرے کام ہیں جو وہ کرتے ہیں ف۶ بنا رکھا ہے

اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٦﴾ لَنْ

اپنی قسموں کو ڈھال پھر روکتے ہیں اللہ کی راہ سے تو اُن کو ذلّت کا عذاب ہے کام نہ

تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

آئینگے اُن کو اُن کے مال اور نہ اُن کی اولاد اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی وہ لوگ ہیں

النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١٧﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا

دوزخ کے وہ اُسی میں پڑے رہینگے ف۷ جس دن جمع کریگا اللہ اُن سب کو پھر قسمیں کھائینگے اُس کے آگے جیسے

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٨﴾

کھاتے ہیں تمہارے آگے اور خیال رکھتے ہیں کہ وہ کچھ بھلی راہ پر ہیں ف۸ سُنتا ہے وہی ہیں اصل جھوٹے ف۹

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ

قابو کر لیا ہے اُن پر شیطان نے پھر بھلا دی اُن کو اللہ کی یاد ف۱۰ وہ لوگ ہیں گروہ

الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

شیطان کا سُنتا ہے جو گروہ ہے شیطان کا وہی خراب ہوتے ہیں ف۱۱ جو لوگ

يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ ﴿٢٠﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ

خلاف کرتے ہیں اللہ کا اور اُس کے رسُول کا، وہ لوگ ہیں سب سے بےقدر لوگوں میں اللہ لکھ چکا کہ میں غالب ہونگا

اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٢١﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

اور میرے رسُول بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ف۱۲ تو نہ پائیگا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور

اسی سے کافی تزکیہ نفس ہو جائیگا۔ (تنبیہ) "فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا" سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم پر عام طور سے عمل کرنے کی نوبت نہیں آئی بعض روایات میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس حکم پر اُمت میں سے صرف میں نے عمل کیا۔

ف۲ یہ لوگ منافق ہیں اور وہ قوم یہود ہے۔

ف۳ یعنی منافق نہ پوری طرح تم مسلمانوں میں شامل کیونکہ دل سے کافر ہیں، اور نہ پوری طرح اُن میں شریک کیونکہ بظاہر زبان سے اپنے کو مسلمان کہتے تھے "مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ"

ف۴ یعنی بے خبری اور غفلت سے نہیں، جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں۔ مسلمان سے کہتے ہیں "اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ" کہ وہ تم میں سے ہیں اور تمہاری طرح سچے ایماندار ہیں۔ حالانکہ ایمان سے کوئی دُور کی نسبت بھی نہیں۔

ف۵ جس کو دوسری جگہ فرمایا "اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ"۔ (نساء۔ رکوع ۲۱)

ف۶ یعنی خواہ ابھی اُن کو نظر نہ آئے لیکن نفاق کے کام کر کے وہ اپنے حق میں بہت بُرا بیج بو رہے ہیں۔

ف۷ یعنی جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کے ہاتھوں سے اپنی جان و مال کو بچاتے ہیں اور اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے دوستی کے پیرایہ میں دوسروں کو اللہ کی راہ پر آنے سے روکتے ہیں سو یاد رہے کہ یہ لوگ اس طرح کچھ عزّت نہیں پا سکتے۔ سخت ذلّت کے عذاب میں گرفتار ہو کر رہینگے اور جب سزا کا وقت آئیگا، اللہ کے ہاتھ سے کوئی نہ بچا سکیگا۔ نہ مال کام آئیگا نہ اولاد، جن کی حفاظت کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے پھرتے ہیں۔

ف۸ یعنی یہاں کی عادت پڑی ہوئی وہاں بھی نہ جائیگی جس طرح تمہارے سامنے جھوٹ بول کر بچ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے ہوشیار ہیں اور بڑی اچھی چال چل رہے ہیں، اللہ کے سامنے بھی جھوٹی قسمیں کھانے کو تیار ہو جائینگے کہ پروردگار! ہم تو ایسے نہ تھے، ویسے تھے۔ شاید وہاں بھی خیال ہو کہ اتنا کہہ دینے سے رہائی ہو جائیگی۔

ف۹ بیشک اصل اور ڈبل جھوٹا وہی ہے جو خدا کے سامنے بھی جھوٹ کہنے سے نہ شرمائے۔

ف۱۰ شیطان جس پر پوری طرح قابو کر لے اُس کا دل و دماغ اسی طرح مسخ ہو جاتا ہے اُسے کچھ یاد نہیں رہتا کہ خدا بھی کوئی چیز ہے بھلا اللہ کی عظمت اور بزرگی و مرتبہ کو وہ کیا سمجھے۔ شاید محشر میں بھی جھوٹ پر قدرت دے کر اُس کی بیحیائی اور حماقت کا اعلان کرنا ہو کہ اس مسوخ کو اتنی سمجھ نہیں کہ اللہ کے آگے میرا جھوٹ کیا چلے گا۔

ف۱۱ شیطانی لشکر کا انجام یقیناً خراب ہے۔ نہ دنیا میں اُن کے منصوبے آخری کامیابی کا منہ دیکھ سکتے ہیں نہ آخرت میں عذاب شدید سے نجات پانے کی کوئی سبیل ہے۔

ف۱۲ یعنی اللہ و رسُول کا مقابلہ کرنیوالے جو حق و صداقت کے خلاف جنگ کرتے ہیں سخت ناکام اور ذلیل ہیں۔ اللہ لکھ چکا ہے کہ آخر کار حق ہی غالب ہو کر رہیگا۔ اور اس کے پیغمبر ہی مظفر و منصور ہوں گے۔ اس کی تقریر پہلے کئی جگہ گذر چکی ہے۔

ف۱ یعنی ایمان اُن کے دلوں میں جما دیا اور پتھر کی لکیر کی طرح ثبت کر دیا۔ ف۲ یعنی غیبی نُور عطا فرمایا جس سے قلب کو ایک خاص قسم کی معنوی حیات ملتی ہے یا رُوح القدس (جبریل) سے اُن کی مدد فرمائی۔ ف۳ یعنی یہ لوگ اللہ کے واسطے سب سے ناراض ہوئے تو اللہ اُن سے راضی ہوا۔ پھر جس سے اللہ راضی ہو اُسے اور کیا چاہیئے۔

ف۴ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہوں وہ ہی سچے ایمان والے ہیں۔ اُن کو یہ درجے ملتے ہیں"۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان یہ ہی تھی کہ اللہ و رسُول کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پروا نہیں کی، اسی سلسلہ میں ابو عبیدہؓ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا جنگ "اُحد" میں ابُوبکر صدیقؓ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے مقابلہ میں نکلنے کو تیار ہو گئے، مصعبؓ بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو، عمر بن الخطاب نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو، علی بن ابی طالب، حمزہ، عبیدہ بن الحارثؓ نے اپنے اقارب عتبہ، شیبہ، اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَیّ کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ نے جو مخلص مسلمان تھے عرض کیا کہ یارسُول اللہ اگر آپ حکم دیں تو اپنے باپ کا سر کاٹ کر خدمت میں حاضر کروں۔ آپؐ نے منع فرما دیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ ورزقنا اللہ حبہم واتباعہم واماتنا علیہ۔ آمین

تم سورۃ المجادلۃ فللہ الحمد والمنۃ .

ف۵ چنانچہ اُس کے زبردست غلبہ اور حکمت کے آثار میں سے ایک واقعہ آگے بیان کیا جاتا ہے۔

ف۶ مدینہ سے مشرقی جانب چند میل کے فاصلہ پر ایک قوم یہود بستی تھی جس کو "بنی نضیر" کہتے تھے۔ یہ لوگ بڑے جتھے والے اور سرمایہ دار تھے، اپنے مضبوط قلعوں پر اِن کو ناز تھا۔ حضورؐ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو شروع میں انہوں نے آپؐ سے صلح کا معاہدہ کر لیا، کہ ہم آپ کے مقابلہ پر کسی کی مدد نہ کرینگے۔ پھر مکّہ کے کافروں سے نامہ و پیام کرنے لگے۔ حتیٰ کہ اُن کے ایک بڑے سردار کعب بن اشرف نے چالیس سواروں کے ساتھ مکّہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کے سامنے مسلمانوں کے خلاف قریش سے عہد و پیمان باندھا۔ آخر چند روز بعد اللہ و رسول کے حکم سے محمد بن مسلمہ نے اس غدار کا کام تمام کر دیا۔ پھر بھی "بنی نضیر" کی طرف سے بدعہدی کا سلسلہ جاری رہا کبھی دغابازی سے حضورؐ کو چند رفیقوں کے ساتھ بُلا کر اچانک قتل کرنا چاہا۔ ایک مرتبہ حضورؐ جہاں بیٹھے تھے اُوپر سے بھاری چکی کا پاٹ ڈال دیا۔ اگر لگے تو آدمی مر جائے۔ مگر سب مواقع پر اللہ کے فضل نے حفاظت فرمائی۔ آخر حضورؐ نے مسلمانوں کو جمع کیا۔ اِرادہ یہ کہ اُن سے لڑیں۔ جب مسلمانوں نے نہایت سرعت و مستعدی سے مکانوں اور قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ وہ مرعوب و خوفزدہ ہو گئے۔ عام لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ انہوں نے گھبرا کر صلح کی التجا کی۔ آخر یہ قرار پایا کہ وہ مدینہ خالی کر دیں۔ اُن کی جانوں سے تعرض نہ کیا جائیگا۔ اور جو مال اسباب اُٹھا کر لے جا سکتے ہیں لے جائیں۔ باقی مکان، زمین، باغ وغیرہ پر مسلمان قابض ہوئے۔ حق تعالیٰ نے وہ زمین مالِ غنیمت کی طرح تقسیم نہ کرائی، صرف حضرتؐ کے اختیار پر رکھی۔ حضرتؐ نے اکثر اراضی مہاجرین پر تقسیم کر دیں۔ اس طرح انصار پر سے اُن کا خرچ ہلکا ہوا۔ اور مہاجرین و انصار دونوں کو فائدہ پہنچا۔ نیز حضرتؐ اپنے گھر کا اور وارد و صادر کا سالانہ خرچ بھی اسی سے لیتے تھے اور جو بچ رہتا اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے تھے۔ اس سورت میں یہ ہی قصہ مذکور ہے۔

ف۷ یعنی ایک ہی ہلہ میں گھبرا گئے اور پہلی ہی مڈبھیڑ پر مکان اور قلعے چھوڑ کر نکل بھاگنے کو تیار ہو بیٹھے۔ کچھ بھی ثابت قدمی نہ دکھلائی۔ (تنبیہ) "اوّل الحشر" سے بعض مفسرین کے نزدیک یہ مُراد ہے کہ اس قوم کے لئے اس طرح ترکِ وطن کرنے کا یہ پہلا ہی موقع تھا قبل ازیں ایسا واقعہ پیش نہ آیا تھا۔ یا "اوّل الحشر" میں اس طرف اشارہ ہو کہ ان یہود کا پہلا حشر یہ ہے کہ مدینہ چھوڑ کر بہت سے خیبر وغیرہ چلے گئے اور دوسرا حشر وہ ہوگا جو حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں پیش آیا یعنی دوسرے یہود و نصاریٰ کی معیت میں یہ لوگ بھی خیبر سے ملک شام کی طرف نکالے گئے جہاں آخری حشر بھی ہونا ہے۔ اسی لئے "شام" کو "ارض المحشر" بھی کہتے ہیں .

الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ

پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اسکے رسُول کے خواہ وہ اپنے باپ ہوں

اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ

یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے اُن کے دلوں میں اللہ نے لکھ دیا ہے

الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

ایمان ف۱ اور اُن کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے ف۲ اور داخل کریگا اُن کو باغوں میں جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ

بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں اُن میں اللہ اُن سے راضی اور وہ اُس سے راضی ف۳

اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۲۲)

وہ لوگ ہیں گروہ اللہ کا سُنتا ہے جو گروہ ہے اللہ کا وہی مُراد کو پہنچے ف۴

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ حشر مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی چوبیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۱)

اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا ف۵

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ

وہی ہے جس نے نکالدیا اُن کو جو منکر ہیں کتاب والوں میں اُن کے گھروں سے ف۶

لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ڼ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ

پہلے ہی اجتماع پر لشکر کے ف۷ تم نہ اٹکل کرتے تھے کہ نکلیں گے اور وہ خیال رکھتے تھے کہ اُن کو بچا لیں گے اُنکے قلعے

مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ

اللہ کے ہاتھ سے، پھر پہنچا اُن پر اللہ جہاں سے اُن کو خیال نہ تھا اور ڈال دی اُنکے دلوں میں

وا یعنی انکے سازوسامان مضبوط قلعے اور جنگجویانہ اطوار دیکھ کر نہ تم کو اندازہ تھا کہ اس قدر جلد اتنی آسانی سے وہ ہتھیار ڈالدینگے اور نہ اُن کو خیال تھا کہ مٹھی بھر بے سروسامان لوگ اس طرح قافیہ تنگ کردینگے۔ وہ اسی خواب خرگوش میں تھے کہ مسلمان (جن کے سروں پر اللہ کا ہاتھ ہے) ہمارے قلعوں تک پہنچنے کا حوصلہ نہ کرسکینگے۔ اور اس طرح گویا اللہ کے ہاتھ سے بچ نکلیں گے۔ مگر انہوں نے دیکھ لیا کہ کوئی طاقت اللہ کے حکم کو نہ روک سکی۔ انکے اوپر اللہ کا حکم وہاں سے پہنچا جہاں سے اُن کو خیال وگمان بھی نہ تھا یعنی دل کے اندر سے خدا تعالیٰ نے انکے دلوں میں رُعب ڈال دیا۔ اور بے سروسامان مسلمانوں کی دھاک بٹھلادی۔ ایک تو پہلے ہی اپنے سردار کعب بن اشرف کے ناگہانی قتل سے مرعوب خوفزدہ ہورہے تھے۔ اب مسلمانوں کے اچانک حملہ نے رہے سہے حواس بھی کھودیئے۔ وا یعنی حرص اور غیظ وغضب کے جوش میں مکانوں کے کڑی، تختے، کواڑ اُکھاڑنے لگے تاکوئی چیز جو ساتھ لے جاسکتے ہیں رہ نہ جائے اور مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگے۔ اس کام میں مسلمانوں نے بھی اُن کا ہاتھ بٹایا۔ ایک طرف سے وہ خود گراتے تھے دوسری طرف سے مسلمان۔ اور غور سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے ہاتھوں جو تباہی وویرانی عمل میں آئی وہ بھی ان ہی بدبختوں کی بدعہدیوں اور شرارتوں کا نتیجہ تھی۔ وس یعنی اہلِ بصیرت کے لئے اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دکھلا دیا کہ کفر، ظلم، شرارت اور بدعہدی کا انجام کیسا ہوتا ہے۔ اور یہ کہ محض ظاہری اسباب پر تکیہ کرکے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے غافل ہوجانا عقلمند کا کام نہیں۔

الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۖ فَاعْتَبِرُوْا

دھاک وا اُجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں وا سو عبرت پکڑو

يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي

اے آنکھ والو وس اور اگر نہ ہوتی یہ بات کہ لکھ دیا تھا اللہ نے اُن پر جلاوطن ہونا تو اُن کو عذاب دیتا

الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝۳ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ

دنیا میں اور آخرت میں ہے اُن کے لئے آگ کا عذاب وس یہ اس لئے کہ وہ مخالف ہوئے اللہ سے

وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۴ مَا قَطَعْتُمْ

اور اُس کے رسول سے اور جو کوئی مخالف ہو اللہ سے تو اللہ کا عذاب سخت ہے وہ جو کاٹ ڈالا تم نے

مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ

کھجور کا درخت یا رہنے دیا کھڑا اپنی جڑ پر سو اللہ کے حکم سے ول اور تاکہ رسوا کرے

الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ

نافرمانوں کو وک اور جو مال کہ لوٹا دیا اللہ نے اپنے رسول پر اُن سے سو تم نے نہیں دوڑائے اُس پر

مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

گھوڑے اور نہ اونٹ ولیکن اللہ غلبہ دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہے

وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ مَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ

اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے وہ جو مال لوٹایا اللہ نے اپنے رسول پر بستیوں والوں

الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ

سے سو اللہ کے واسطے اور رسول کے وہ اور قرابت والے کے وا اور یتیموں کے اور محتاجوں کے اور

ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ

مسافر کے تاکہ نہ آئے لینے دینے میں دولت مندوں کے تم میں سے واا اور جو

اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

دے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو و۱۲ اور ڈرتے رہو اللہ سے

وک یعنی ان کی قسمت میں جلاوطنی کی سزا لکھی تھی۔ یہ بات نہ ہوتی تو کوئی دوسری سزا دنیا میں دی جاتی۔ مثلاً بنی قریظہ کی طرح مارے جاتے۔ غرض سزا سے بچ نہیں سکتے۔ یہ خدا کی حکمت ہے کہ قتل کے بجائے محض جلاوطنی پر اکتفا کیا گیا۔ لیکن یہ تخفیف صرف دنیوی سزا میں ہے آخرت کی ابدی سزا کسی طرح ان کافروں سے ٹل نہیں سکتی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "جب یہ قوم ملک شام سے بھاگ کر یہاں آئی تھی تو اُن کے بڑوں نے کہا تھا کہ ایک دن تم کو یہاں سے ویران ہوکر پھر شام میں جانا پڑیگا۔ چنانچہ اُس وقت اُجڑ کر (بعض شام میں چلے گئے اور بعض) خیبر میں رہے۔ پھر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں وہاں سے اُجڑ کر شام میں گئے۔"

وہ یعنی ایسے مخالفوں کو ایسی سخت سزا ملتی ہے۔

ول جب وہ لوگ قلعہ بند ہوگئے تو حضرتؐ نے اجازت دی کہ انکے درخت کاٹے جائیں اور باغ اجاڑے جائیں تا اُس کے درد سے باہر نکل کر لڑنے پر مجبور ہوں اور کھلی ہوئی جنگ کے وقت درختوں کی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ اس پر کچھ درخت کاٹے گئے اور کچھ چھوڑ دیئے گئے کہ فتح کے بعد مسلمانوں کے کام آئینگے۔ کافروں نے طعن کرنا شروع کیا کہ خود تو فساد سے منع کرتے ہیں کیا درختوں کا کاٹنا اور جلانا فساد نہیں؟ اُس پر یہ آیت اُتری یعنی یہ سب کچھ اللہ جل شانہٗ کے حکم سے ہے۔ حکم الٰہی کی تعمیل کو فساد نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ گہری حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل ہوتا ہے چنانچہ اس حکم کے بعض مصالح اُوپر بیان ہوچکیں۔

وک یعنی تاکہ مسلمانوں کو عزت دے اور کافروں کو ذلیل کرے۔ چنانچہ جو درخت چھوڑ دیئے گئے اُس میں مسلمانوں کی ایک کامیابی اور کفار کو غیظ میں ڈالنا ہے کہ یہ مسلمان اس کو برتیں گے اور نفع اُٹھائینگے۔ اور جو کاٹے یا جلائے گئے اُس میں مسلمانوں کی دوسری کامیابی یعنی ظہور آثار غلبہ اور کفار کو غیظ وغضب میں ڈالنا ہے کہ مسلمان ہماری چیزوں میں کیسے تصرفات کررہے ہیں۔ لہٰذا دونوں امر جائز اور حکمت پر مشتمل ہیں۔

وہ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "کہ یہی فرق رکھا ہے "غنیمت" میں اور "فیٔ" میں۔ جو مال لڑائی سے ہاتھ لگا وہ غنیمت ہے اُس میں پانچواں حصّہ اللہ کی نیاز (جس کی تفصیل دسویں پارہ کے شروع میں گذر چکی) اور چار حصّے لشکر کو تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اور جو بغیر جنگ کے ہاتھ آیا وہ سب کا سب مسلمانوں کے خزانہ میں رہے (اُن کی مصالح عامہ میں) اور جو کام ضروری ہو اُس پر خرچ ہو۔" (تنبیہ) اگر قدرے جنگ ہونے کے بعد کفار مرعوب ہوکر صلح کی طرف مسارعت کریں اور مسلمان قبول کرلیں۔ اس صورت میں جو اموال صلح سے حاصل ہونگے وہ بھی حکم "فیٔ" میں داخل ہیں۔ نبی کریم صلعم کے عہد مبارک میں اموال "فیٔ" خالص حضورؐ کے اختیار وتصرّف میں ہوتے تھے۔ ممکن ہے کہ یہ اختیار مالکانہ ہو جو صرف آپؐ کے لئے مخصوص تھا۔ جیسا کہ آیات حاضرہ میں "علیٰ رسولہٖ" کے لفظ سے متبادر ہوتا ہے۔ اور احتمال ہے کہ محض حاکمانہ ہو بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان اموال کے متعلق آپ کو اگلی آیت میں ہدایت فرمادی کہ وجوباً یا ندباً فلاں فلاں مصارف میں صرف کئے جائیں۔ آپؐ کے بعد یہ اموال امام کے اختیار وتصرّف میں چلے جاتے ہیں لیکن اُس کا تصرّف مالکانہ نہیں ہوتا، محض حاکمانہ ہوتا ہے۔ وہ اُن کو اپنی صوابدید اور مشورہ سے مسلمانوں کی عام ضروریات ومصالح میں خرچ کریگا۔ باقی اموالِ غنیمت کا حکم اُس سے جُدا گانہ ہے۔ وہ خمس نکالے جانے کے بعد خالص لشکر کا حق ہوتا ہے۔ کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ "وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ" الآیۃ۔ لشکری اپنی خوشی سے چھوڑ دیں تو وہ علیحدہ بات رہی۔ البتہ شیخ ابوبکر رازی حنفی نے "احکام القرآن" میں نقل کیا ہے کہ یہ حکم اموال منقولہ کا ہے غیر منقولہ میں امام کو اختیار ہے کہ مصلحت سمجھے تو لشکر پر تقسیم کردے اور مصلحت نہ سمجھے تو مصالح عامہ کے لئے رہنے دے جیسا کہ سوادِ عراق میں حضرت عمرؓ نے بعض جلیل القدر صحابہ کے مشورہ سے یہی عملدرآمد رکھا۔ اسی مسلک کے موافق شیخ ابوبکر رازی نے "وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ" الخ کو اموال منقولہ پر اور سورۂ "حشر" کی آیات کو اموال غیر منقولہ پر حمل کیا ہے۔ اس طرح کہ پہلی آیت "وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ" حکم "فیٔ" پر اور دوسری آیت "مَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى" حکم "غنیمت" پر محمول ہو۔ اور لغۃً "غنیمت" کو لفظ "فیٔ" سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

بقیہ فوائد صفحہ ۷۲۴ - **ف۹** پہلی آیت میں صرف اموال "بنی نضیر" کا ذکر تھا - اب اموال "فیئ" کے متعلق عام ضابطہ بتلاتے ہیں یعنی "فیئ" پر قبضہ رسُول کا اور رسول کے بعد امام کا کہ
اُسی پر یہ خرچ پڑتے ہیں - باقی اللہ کا ذکر تبرکاً ہوا - وہ تو سب ہی کا مالک ہے - ہاں کعبہ کا خرچ اور مسجدوں کا بھی جو اللہ کے نامزد ہیں ممکن ہے اس میں درج ہو۔ **ف۱۰** یعنی حضرؐ
کے قرابت والوں کے - چنانچہ حضورؐ اپنے زمانہ میں اس مال میں سے اُن کو بھی دیتے تھے - اور اُن میں فقیر کی بھی قید نہیں تھی - اپنے چچا حضرت عباسؓ کو جو دولتمند تھے آپ نے حصّہ عطا فرمایا - اب آپ
کے بعد حنفیہ کہتے ہیں کہ حضورؐ کے قرابتدار جو صاحب حاجت ہوں امام کو چاہئے کہ انہیں دوسرے محتاجوں سے مقدم رکھے۔ **ف۱۱** یعنی یہ مصارف اس لئے بتلائے کہ ہمیشہ یتیموں،
محتاجوں، بیکسوں اور عام مسلمانوں کی خبر گیری ہوتی رہے اور عام اسلامی ضروریات سرانجام پاسکیں - یہ اموال محض دولتمندوں کے اُلٹ پھیر میں پڑ کر اُن کی مخصوص جاگیر بن کر نہ رہ جائیں جن سے سرمایہ دار مزے لُوٹیں اور غریب فاقوں مریں۔

ف۱۲ یعنی مال و جائداد وغیرہ جس طرح پیغمبر اللہ کے حکم سے تقسیم کرے اُسے بخوشی و رغبت قبول کرو، جو ملے لو جس سے روکا جائے رُک جاؤ اور اسی طرح اس کے تمام احکام اور اوامر و نواہی کی پابندی رکھو۔

اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷ لِلْفُقَرَاۗءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ
بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے **ف۱** (۸) واسطے اُن مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کے جو نکالے ہوئے آئے ہیں اپنے
دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ
گھروں سے اور اپنے مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اُس کی رضامندی اور مدد کرنے کو
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ
اللہ کی اور اُس کے رسُول کی، وہ لوگ وہی ہیں سچے **ف۲** اور (۹) جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان
مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ
میں اُن سے پہلے سے **ف۳** وہ محبت کرتے ہیں اُس سے جو وطن چھوڑ کر آئے اُنکے پاس **ف۴** اور نہیں پاتے اپنے دل میں
حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ڵ
تنگی اُس چیز سے جو مہاجرین کو دی جائے، اور مقدم رکھتے ہیں اُن کو اپنی جان سے، اور اگرچہ ہو اپنے اُوپر فاقہ **ف۵**
وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹ وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ مِنْۢ
اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے سو وہی لوگ ہیں مُراد پانے والے **ف۶** اور واسطے اُن لوگوں کے جو آئے
بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ
اُن کے بعد **ف۷** کہتے ہوئے اے رب بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے داخل ہوئے ایمان میں
وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۰ ع
اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں بیر ایمان والوں کا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان **ف۸**
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
کیا تو نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کو جو دغا باز ہیں کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو جو کہ کافر ہیں
اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىِٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا
اہل کتاب میں سے اگر تم کو کوئی نکال دیگا تو ہم بھی نکلیں گے تمہارے ساتھ، اور کہا نہ مانیں گے کسی کا تمہارے معاملہ
اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۱
میں کبھی اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کرینگے **ف۹** اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں **ف۱۰**

فوائد صفحہ ہذا - **ف۱** یعنی رسُول کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے - ڈرتے رہو کہیں رسُول کی نافرمانی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کوئی سخت عذاب مسلط نہ کر دے۔

ف۲ یعنی یوں تو اس مال سے عام مسلمانوں کی ضروریات و حوائج متعلق ہیں لیکن خصوصی طور پر ان ایثار پیشہ جاں نثاروں اور سچے مسلمانوں کا حق مقدم ہے جنہوں نے محض اللہ کی خوشنودی اور رسُول کی محبت و اطاعت میں اپنے گھر بار اور مال و دولت سب کو خیرباد کہا اور بالکل خالی ہاتھ ہو کر وطن سے نکل آئے تا اللہ و رسُول کے کاموں میں آزادانہ مدد کر سکیں۔

ف۳ اس گھر سے مُراد ہے مدینہ طیبہ - اور یہ لوگ انصار مدینہ ہیں جو مہاجرین کی آمد سے پہلے مدینہ میں سکونت پذیر تھے - اور ایمان و عرفان کی راہوں پر بہت مضبوطی کے ساتھ مستقیم ہو چکے تھے۔

ف۴ یعنی محبت کے ساتھ مہاجرین کی خدمت کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنے اموال وغیرہ میں اُن کو برابر کا شریک بنانے کے لئے تیار ہیں۔

ف۵ یعنی مہاجرین کو اللہ تعالیٰ جو فضل و شرف عطا فرمائے یا اموال فیئ وغیرہ میں سے حضورؐ جو کچھ عنایت کریں، اُسے دیکھ کر انصار دل تنگ نہیں ہوتے نہ حسد کرتے ہیں - بلکہ خوش ہوتے ہیں اور ہر اچھی چیز میں اُن کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں - خود سختیاں اور فاقے اُٹھا کر بھی اگر اُن کو بھلائی پہنچا سکیں تو دریغ نہیں کرتے - ایسا بےمثال ایثار آج تک دنیا کی کس قوم نے کس قوم کے لئے دکھلایا۔

ف۶ یعنی بڑے کامیاب اور بامُراد ہیں وہ لوگ جن کو اللہ کی توفیق و دستگیری نے اُن کے دل کے لالچ اور حرص و بخل سے محفوظ رکھا - لالچی اور بخیل آدمی اپنے بھائیوں کے لئے کہاں ایثار کر سکتا ہے اور دوسروں کو پھلتا پھولتا دیکھ کر کب خوش ہوتا ہے؟

ف۷ یعنی ان مہاجرین و انصار کے بعد عالم وجود میں آئے، یا اُن کے بعد حلقۂ اسلام میں آئے، یا مہاجرین سابقین کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آئے - والظاہر ہو الاوّل۔

ف۸ یعنی سابقین کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں اور کسی مسلمان بھائی کی طرف سے دل میں بیر اور بغض نہیں رکھتے - حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "یہ آیت سب مسلمانوں کے واسطے ہے جو اگلوں کا حق مانیں اور انہی کے پیچھے چلیں اور اُن سے بیر نہ رکھیں۔" امام مالکؒ نے یہیں سے فرمایا کہ جو شخص صحابہ سے بغض رکھے اور اُن کی بدگوئی کرے اُس کے لئے مال فیئ میں کچھ حصّہ نہیں۔ **ف۹** عبداللہ بن اُبیّ وغیرہ منافقین نے یہود "بنی النضیر" کو خفیہ پیام بھیجا تھا کہ گھبرانا نہیں اور اپنے کو اکیلا مت سمجھنا - اگر مسلمانوں نے تم کو نکالا - ہم تمہارے ساتھ نکلینگے اور لڑائی کی نوبت آئی تو تمہاری مدد کرینگے - یہ ہمارا بالکل اٹل اور قطعی فیصلہ ہے اس کے خلاف تمہارے معاملہ میں ہم کسی کی بات ماننے والے اور پروا کرنے والے نہیں۔ **ف۱۰** یعنی دل سے نہیں کہہ رہے - محض مسلمانوں کے خلاف اُکسانے کے لئے باتیں بنا رہے ہیں - اور جو کچھ زبان سے کہہ رہے ہیں ہرگز اس پر عمل نہیں کرینگے۔

وا چنانچہ لڑائی کا سامان ہوا اور "بنی نضیر" محصور ہوگئے ایسی نازک صورت حال میں کوئی منافق اُن کی مدد کو نہ پہنچا۔ اور آخر کار جب وہ نکالے گئے یہ اُس وقت آرام سے اپنے گھروں میں چھپے بیٹھے رہے۔ ف۲ یعنی اگر بفرض محال منافق اُن کی مدد کو نکلے بھی تو نتیجہ کیا ہوگا۔ بجز اس کے کہ مسلمانوں کے مقابلہ سے پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ پھر اُن کی مدد تو کیا کر سکتے، خود اُن کی مدد کو بھی کوئی نہ پہنچیگا۔

لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ
اگر وہ نکالے جائیں یہ نہ نکلیں گے اُن کے ساتھ، اور اگر اُن سے لڑائی ہوئی یہ نہ مدد کرینگے انکی ف۱ اور اگر
نَصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ۙ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ﴿١٢﴾ لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً
مدد کرینگے تو بھاگیں گے پیٹھ پھیر کر پھر کہیں مدد نہ پائینگے ف۲ البتہ تمہارا ڈر زیادہ ہے
فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿١٣﴾ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ
اُن کے دلوں میں اللہ کے ڈر سے یہ اس لئے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۳ لڑ نہ سکینگے تم سے
جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ ۚ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ
سب مل کر مگر بستیوں کے کوٹ میں یا دیواروں کی اوٹ میں ف۴ انکی لڑائی آپس میں
شَدِيدٌ ۚ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ
سخت ہے ف۵ تو سمجھے وہ اکٹھے ہیں اور اُن کے دل جُدا جُدا ہو رہے ہیں یہ اس لئے کہ وہ لوگ
لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٤﴾ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ۖ ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ
عقل نہیں رکھتے ف۶ جیسے قصہ اُن لوگوں کا جو ہو چکے ہیں اُن سے پہلے قریب ہی چکھی انہوں نے سزا اپنے کام کی
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٥﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ
اور اُن کے لئے عذاب دردناک ہے ف۷ جیسے قصہ شیطان کا جب کہے انسان کو تو منکر ہو
فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾
پھر جب وہ منکر ہوگیا کہے میں الگ ہوں تجھ سے میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب سارے جہان کا
فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿١٧﴾ ع ٥
پھر انجام دونوں کا یہی کہ وہ دونوں ہیں آگ میں ہمیشہ رہیں اُسی میں اور یہی ہے سزا گنہگاروں کی ف۸
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَ
اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیئے کہ دیکھ لے ہر ایک جی کیا بھیجتا ہے کل کیواسطے ف۹ اور
اتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ
ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۱۰ اور مت ہو اُن جیسے جنہوں نے

ف۳ یعنی اللہ کی عظمت کو سمجھتے اور دل میں اُس کا ڈر ہوتا، تو کفر و نفاق کیوں اختیار کرتے۔ ہاں مسلمانوں کی شجاعت و بسالت سے ڈرتے ہیں۔ اسی لئے اُن کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتے نہ میدانِ جنگ میں ثابت قدم رہ سکتے ہیں۔

ف۴ یعنی چونکہ ان لوگوں کے دل مسلمانوں سے مرعوب اور خوفزدہ ہیں، اس لئے کھلے میدان میں جنگ نہیں کر سکتے۔ ہاں گنجان بستیوں میں قلعہ نشین ہو کر یا دیواروں اور درختوں کی آڑ میں چھپ کر لڑ سکتے ہیں۔ ہمارے ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے، کہ یورپ نے مسلمانوں کی تلوار سے عاجز ہو کر قِسم قِسم کے آتشبار اسلحہ اور طریقِ جنگ ایجاد کئے ہیں۔ تاہم اب بھی اگر کسی وقت دست بدست جنگ کی نوبت آجاتی ہے تو چند ہی منٹ میں دنیا "لا یقاتلونکم جمیعًا الا فی قرًی محصنۃ او من ورآء جدر" کا مشاہدہ کر لیتی ہے۔ باقی اُس قوم کا تو کہنا ہی کیا جس کے نزدیک چھتوں پر چڑھ کر اینٹ پتھر پھینکنا اور تیزاب کی پچکاریاں چلانا ہی سب سے بڑی علامت بہادری کی ہے۔

ف۵ یعنی آپس کی لڑائی میں بڑے تیز اور سخت ہیں جیسا کہ اسلام سے پہلے "اوس" و "خزرج" کی جنگ میں تجربہ ہو چکا، مگر مسلمانوں کے مقابلہ میں اُن کی ساری بہادری اور شیخی کرکری ہو جاتی ہے۔

ف۶ یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کے ظاہری اتفاق و اتحاد سے دھوکہ مت کھاؤ۔ اُن کے دل اندر سے پھٹے ہوئے ہیں، ہر ایک اپنی غرض و خواہش کا بندہ، اور خیالات میں ایک دوسرے سے جُدا ہے۔ پھر حقیقی یکجہتی کہاں میسّر آسکتی ہے۔ اگر عقل ہو تو سمجھیں کہ یہ نمائشی اتحاد کس کام کا۔ اتحاد اُسے کہتے ہیں جو مومنین قانتین میں پایا جاتا ہے کہ تمام اغراض و خواہشات سے یکسو ہو کر سب نے ایک اللہ کی رسی کو تھام رکھا ہے، اور اُن سب کا مرنا جینا اُسی خدائے واحد کے لئے ہے۔

ف۷ یعنی ابھی قریب زمانہ میں یہود "بنی قینقاع" اپنی غداری کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ جب انہوں نے بدعہدی کی تو مسلمانوں نے ایک مختصر لڑائی کے بعد نکال باہر کیا۔ اور اس سے پیشتر ماضی قریب میں مکہ والے "بدر" کے دن سزا پا چکے ہیں، وہی انجام "بنی نضیر" کا دیکھ لو کہ دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں سزا مل چکی اور آخرۃ کا دردناک عذاب جوں کا توں رہا۔

ف۸ یعنی شیطان اوّل انسان کو کفر و معصیت پر اُبھارتا ہے۔ جب انسان دامِ اغوا میں پھنس جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے الگ اور تیرے کام سے بیزار ہوں مجھے تو اللہ سے ڈر لگتا ہے (یہ کہنا بھی ریاء اور مکاری سے ہوگا) نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود بھی دوزخ کا کندہ بنا اور اُسے بھی بنایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "شیطان آخرت میں یہ بات کہیگا اور "بدر" کے دن بھی ایک کافر کی صورت میں لوگوں کو لڑواتا تھا جب فرشتے نظر آئے تو بھاگا جس کا ذکر سورۂ "انفال" میں گذر چکا ہے۔ یہی مثال منافقوں کی ہے"۔ وہ "بنی نضیر" کو اپنی حمایت و رفاقت کا یقین دِلا دِلا کر بھڑے پر چڑھاتے رہے۔ آخر جب وہ مصیبت میں پھنس گئے، آپ الگ ہو بیٹھے لیکن کیا وہ اس طرح اللہ کے عذاب سے بچ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ دونوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

ف۹ یعنی اللہ سے ڈر کر طاعات اور نیکیوں کا ذخیرہ فراہم کرو اور سوچو کہ کل کے لئے کیا سامان تم نے آگے بھیجا ہے جو مرنے کے بعد وہاں پہنچ کر تمہارے کام آئے۔

ف۱۰ یعنی تمہارا کوئی کام اللہ سے پوشیدہ نہیں لہٰذا اُس سے ڈر کر تقویٰ کا راستہ اختیار کرو اور معاصی سے پرہیز رکھو۔

نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ

بھلادیا اللہ کو پھر اللہ نے بھلا دیئے اُن کو اُنکے جی وہ لوگ وہی ہیں نا فرمان ف۱ برابر نہیں

اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾

دوزخ والے اور بہشت والے ، بہشت والے جو ہیں وہی ہیں مُراد پانے والے ف۲

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ

اگر ہم اُتارتے یہ قرآن ایک پہاڑ پر تو تُو دیکھ لیتا کہ وہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے

خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

ڈر سے ف۳ اور یہ مثالیں ہم سُناتے ہیں لوگوں کو تاکہ وہ غور کریں ف۴

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ

وہ اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی جانتا ہے جو پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے وہ ہے بڑا مہربان

الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ

رحم والا وہ اللہ ہے جس کے سوائے بندگی نہیں کسی کی وہ بادشاہ ہے پاک ذات سب عیبوں سے سالم ف۵

الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾

امان دینے والا ف۶ پناہ میں لینے والا زبردست دباؤ والا صاحبِ عظمت ، پاک ہے اللہ اُن کے شریک بتلانے سے ف۷

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ

وہ اللہ ہے بنانے والا نکال کھڑا کرنے والا ف۸ صورت کھینچنے والا ف۹ اُسی کے ہیں سب نام خاصے ف۱۰ پاکی بول رہا ہے

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

اُس کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں ف۱۱ اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا ف۱۲

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ ممتحنہ مدینہ میں نازل ہوئی اور شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے اسکی تیرہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ

ف۱۳ اے ایمان والو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست تم اُن کو پیغام

ف۱ یعنی جنہوں نے اللہ کے حقوق بھلا دیئے، اُس کی یاد سے غفلت اور بے پروائی برتی۔ اللہ نے خود اُن کی جانوں سے اُنکو غافل اور بیخبر کر دیا۔ کہ آنیوالی آفات سے اپنے بچاؤ کی کچھ فکر نہ کی۔ اور نافرمانیوں میں غرق ہو کر دائمی خسارے اور ابدی ہلاکت میں پڑ گئے۔

ف۲ یعنی چاہئے کہ آدمی اپنے کو بہشت کا مستحق ثابت کرے جس کا راستہ قرآن کریم کی ہدایات کے سامنے جھکنے کے سوا کچھ نہیں۔

ف۳ یعنی مقامِ حسرت و افسوس ہے کہ آدمی کے دل پر قرآن کا اثر کچھ نہ ہو، حالانکہ قرآن کی تاثیر اس قدر زبردست اور قوی ہے کہ اگر وہ پہاڑ جیسی سخت چیز پر اتارا جاتا اور اُس میں سمجھ کا مادہ موجود ہوتا تو وہ بھی متکلم کی عظمت کے سامنے دب جاتا اور مارے خوف کے پھٹ کر پارہ پارہ ہو جاتا۔ میرے والد مرحوم نے ایک طویل نظم کے ضمن میں یہ تین شعر لکھے تھے ؎

سُنتے سُنتے نغمہ ہائے محفلِ بدعات کو۔ کان بہرے ہو گئے دل بدمزہ ہونے کو ہے
آؤ سُنوائیں تمہیں وہ نغمۂ مشروع بھی۔ پارہ جسکے لحن سے طورِ ہدیٰ ہونے کو ہے
حیف گر تاثیر اُسکی تیرے دل پر کچھ نہ ہو۔ کوہ جس سے خاشعاً متصدعاً ہونے کو ہے

ف۴ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی کافروں کے دل بڑے سخت ہیں کہ یہ کلام سُن کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ اگر پہاڑ سمجھے تو وہ بھی دب جائے"۔ (تنبیہ) یہ تو کلام کی عظمت کا ذکر تھا۔ آگے متکلم کی عظمت و رفعت کا بیان ہے۔

ف۵ یعنی سب نقائص اور کمزوریوں سے پاک، اور سب عیوب و آفات سے سالم، نہ کوئی بُرائی اُس کی بارگاہ تک پہنچی نہ پہنچے۔

ف۶ "مؤمن" کا ترجمہ "امان دینے والا" کیا ہے۔ اور بعض مفسرین کے نزدیک "مصدق" کے معنی ہیں یعنی اپنی اور اپنے پیغمبروں کی قولاً و فعلاً تصدیق کرنے والا۔ یا مؤمنین کے ایمان پر مہر تصدیق ثبت کرنے والا۔

ف۷ یعنی اُس کی ذات و صفات اور افعال میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔

ف۸ "خالق" و "باری" کے فرق کی طرف ہم نے سورۂ "بنی اسرائیل" کی آیت "ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی" الخ کے فوائد میں کچھ اشارہ کیا ہے۔

ف۹ جیسا کہ نطفہ پر انسان کی تصویر کھینچ دی۔

ف۱۰ یعنی وہ نام جو اعلیٰ درجہ کی خوبیوں اور کمالات پر دلالت کرتے ہیں۔

ف۱۱ یعنی زبانِ حال سے یا قال سے بھی جس کو ہم نہیں سمجھتے۔

ف۱۲ تمام کمالات و صفاتِ الٰہیہ کا مرجع ان دو صفتوں "عزیز" اور "حکیم" کی طرف ہے۔ کیونکہ "عزیز" کمال قدرت پر، اور "حکیم" کمال علم پر دلالت کرتا ہے۔ اور جتنے کمالات ہیں علم اور قدرت سے کسی نہ کسی طرح وابستہ ہیں۔ روایات میں سورۂ "حشر" کی ان تین آیتوں (ھو اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو سے آخر تک) کی بہت فضیلت آئی ہے۔ مؤمن کو چاہئے کہ صبح و شام ان آیات کی تلاوت پر مواظبت رکھے۔

تمّ سورۃ الحشر وللّٰہ الحمد والمنّۃ

ف۱۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح مکہ والوں سے ہوئی تھی جس کا ذکر "انا فتحنا" میں آچکا۔ دو برس یہ صلح قائم رہی، پھر کافروں کی طرف سے ٹوٹی۔ تب حضرتؐ نے خاموشی کے ساتھ فوج جمع کر کے مکہ فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ خبروں کی بندش کر دی گئی۔ مبادا کفار مکہ آپؐ کی تیاریوں سے آگاہ ہو کر لڑائی کا سامان شروع کر دیں۔ اور اس طرح حرم شریف میں جنگ کرنا ناگزیر ہو جائے۔ ایک مسلمان حاطب بن ابی بلتعہ نے (جو مہاجرین بدریین میں سے تھے) مکہ والوں کو خط لکھ بھیجا کہ محمد صلعم کا لشکر اندھیری رات اور سیلِ بے پناہ کی طرح تم پر ٹوٹنے والا ہے۔ حضرتؐ کو وحی سے معلوم ہو گیا آپؐ نے حضرت علیؓ وغیرہ چند صحابہ کو حکم دیا کہ ایک عورت مکہ کے راستہ میں سفر کرتی ہوئی فلاں مقام پر ملیگی۔ اُس کے پاس ایک خط ہے، وہ حاصل کر کے لاؤ۔ یہ لوگ تیزی سے روانہ ہوئے اور عورت کو ٹھیک اُسی مقام پر پالیا۔ اُس نے بہت لیت و لعل اور ردّ و کد کے بعد خط اُن کے حوالے کیا۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے کفار مکہ کے نام ہے اور مسلمانوں کے حملہ کی اطلاع دیگئی ہے۔ آپؐ نے حاطب کو بُلا کر پُوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے۔ بولے یا رسول اللہ! نہ میں نے کفر اختیار کیا ہے نہ اسلام سے پھرا ہوں۔ سچی بات یہ ہے کہ میرے اہل و عیال مکہ میں ہیں۔ وہاں اُن کی حمایت کرنیوالا کوئی نہیں۔ میں نے کافروں پر ایک احسان کر کے یہ چاہا کہ وہ لوگ اس کے معاوضہ میں میرے اہل و عیال کی خبر لیتے رہیں اور اُن سے اچھا سلوک کریں (میں نے سمجھا کہ اس سے میرا کچھ فائدہ ہو جائیگا اور اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا) فتح و نصرت کے جو وعدے اللہ نے آپؐ سے کئے ہیں وہ یقیناً پورے ہو کر رہینگے کسی کے روکے رُک نہیں سکتے (چنانچہ نفس خط میں بھی یہ مضمون تھا کہ "خدا کی قسم! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا بھی تم پر حملہ آور ہوں تو اللہ اُن کی مدد کریگا اور جو وعدے اُن سے کئے ہیں پورے کر کے چھوڑیگا" بلاشبہ حاطبؓ سے یہ بہت بڑی خطا ہوئی لیکن رحمۃ للعالمین نے فرمایا "لا تقولوا لہ الا خیرا" بھلائی کے سوا اس کو کچھ مت کہو۔ اور فرمایا حاطب بدریین میں سے ہے تمہیں کیا معلوم ہے کہ اللہ نے بدریین کی خطائیں معاف فرما دیں۔ سورۂ ہذا کا بڑا حصہ اسی قصہ میں نازل ہوا۔

إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ
بھیجتے ہو دوستی سے ف۱ اور وہ منکر ہوئے ہیں اُس سے جو تمہارے پاس آیا سچا دین ف۲ نکالتے ہیں رسُول کو

وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي
اور تم کو اس بات پر کہ تم مانتے ہو اللہ کو جو رب ہے تمہارا ف۳ اگر تم نکلے ہو لڑنے کو میری راہ میں

وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا
اور طلب کرنے کو میری رضامندی ف۴ تم اُن کو چھپا کر بھیجتے ہو دوستی کے پیغام اور مجھ کو خوب معلوم ہے جو

أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿١﴾
چھپایا تم نے اور جو ظاہر کیا تم نے ف۵ اور جو کوئی تم میں یہ کام کرے تو وہ بھول گیا سیدھی راہ ف۶

إِن يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَ
اگر تم اُن کے ہاتھ آجاؤ ہوجائیں تمہارے دشمن اور چلائیں تم پر اپنے ہاتھ اور

أَلْسِنَتَهُم بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ﴿٢﴾ لَن تَنفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ
اپنی زبانیں برائی کے ساتھ اور چاہیں کہ کسی طرح تم بھی منکر ہوجاؤ ف۷ ہرگز کام نہ آئینگے تمہارے کنبے والے

وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن وہ فیصلہ کریگا تم میں اور اللہ جو تم کرتے ہو

بَصِيرٌ ﴿٣﴾ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ
دیکھتا ہے ف۸ تم کو چال چلنی چاہیئے اچھی ابراہیم کی اور جو اُسکے ساتھ تھے

إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ
جب انہوں نے کہا اپنی قوم کو، ہم الگ ہیں تم سے اور اُن سے کہ جن کو تم پُوجتے ہو اللہ کے

اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا
سوائے ف۹ ہم منکر ہوئے تم سے ف۱۰ اور کھل پڑی ہم میں اور تم میں دشمنی اور بیر ہمیشہ کو

حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ
یہاں تک کہ تم یقین لاؤ اللہ اکیلے پر ف۱۱ مگر ایک کہنا ابراہیم کا اپنے باپ کو کہ میں مانگوں گا معافی

ف۱ یعنی کفارِ مکہ اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے بھی۔ اُن سے دوستانہ برتاؤ کرنا اور دوستانہ پیغام اُن کی طرف بھیجنا ایمان والوں کو زیبا نہیں۔

ف۲ اس لیے اللہ کے دشمن ہوئے۔

ف۳ یعنی پیغمبر کو اور تم کو کیسی کیسی ایذائیں دے کر ترکِ وطن پر مجبور کیا۔ محض اس قصور پر کہ تم ایک اللہ کو جو تمہارا سب کا رب ہے، کیوں مانتے ہو۔ اس سے بڑی دشمنی اور ظلم کیا ہوگا۔ تعجب ہے کہ ایسوں کی طرف تم دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہو۔

ف۴ یعنی تمہارا گھر سے نکلنا اگر میری خوشنودی اور میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے ہے اور خالص میری رضا کے واسطے تم نے سب کو دشمن بنایا ہے تو پھر انہی دشمنوں سے دوستی گانٹھنے کا کیا مطلب، کیا جنہیں ناراض کر کے اللہ کو راضی کیا تھا اب انہیں راضی کر کے اللہ کو ناراض کرنا چاہتے ہو؟ العیاذ باللہ۔

ف۵ یعنی آدمی ایک کام تمام دنیا سے چھپا کر کرنا چاہے تو کیا اُسکو اللہ سے بھی چھپا لیگا؟ دیکھو! حاطب نے کس قدر کوشش کی کہ خط کی اطلاع کسی کو نہ ہو۔ مگر اللہ نے اپنے رسُول کو مطلع فرما دیا۔ اور راز قبل از وقت فاش ہوگیا۔

ف۶ یعنی مسلمان ہو کر کوئی ایسا کام کرے اور یہ سمجھے کہ میں اُس کے پوشیدہ رکھنے میں کامیاب ہوجاؤنگا سخت غلطی اور بہت بڑی بھول ہے۔

ف۷ یعنی ان کافروں سے بحالت موجودہ کسی بھلائی کی اُمید مت رکھو۔ خواہ تم کتنی ہی رواداری اور دوستی کا اظہار کروگے۔ وہ کبھی مسلمان کے خیر خواہ نہیں ہوسکتے۔ باوجود انتہائی رواداری کے اگر تم پر اُن کا قابو چڑھ جائے تو کسی قسم کی بُرائی اور دشمنی سے درگذر نہ کریں۔ زبان سے ہاتھ سے ہر طرح ایذا پہنچائیں اور یہ چاہیں کہ جیسے خود صداقت سے منکر ہیں کسی طرح تم کو بھی منکر بنا ڈالیں۔ کیا ایسے شریر و بدباطن اس لائق ہیں کہ اُن کو دوستانہ پیغام بھیجا جائے۔

ف۸ حاطب نے وہ خط اپنے اہل وعیال کی خاطر لکھا تھا۔ اُس پر تنبیہ فرمائی کہ اولاد اور رشتہ دار قیامت کے دن کچھ کام نہ آئینگے اللہ تعالیٰ سب کا رتی رتی عمل دیکھتا ہے۔ اُسی کے موافق فیصلہ فرمائیگا اُس کے فیصلہ کو کوئی بیٹا، پوتا، اور عزیز و قریب ہٹا نہیں سکیگا پھر یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ ایک مسلمان اہل وعیال کی خاطر اللہ کو ناراض کر لے۔ یاد رکھو! ہر چیز سے مقدم اللہ کی رضامندی ہے۔ وہ راضی ہو تو اُس کے فضل سے سب کام ٹھیک ہو جاتے ہیں لیکن وہ ناخوش ہو تو کوئی کچھ کام نہ آئیگا۔

ف۹ یعنی جو لوگ مسلمان ہو کر ابراہیمؑ کے ساتھ ہوتے گئے اپنے اپنے وقت پر سب نے قولاً یا فعلاً اسی علیحدگی اور بیزاری کا اعلان کیا۔

ف۱۰ یعنی تم اللہ سے منکر ہو۔ اور اُس کے احکام کی پروا نہیں کرتے۔ ہم تمہارے طریقہ سے منکر ہیں۔ اور ذرہ برابر تمہاری پروا نہیں کرتے۔

ف۱۱ یعنی یہ دشمنی اور بیر اُسی وقت ختم ہو سکتا ہے جب تم شرک چھوڑ کر اسی ایک آقا کے غلام بن جاؤ جس کے ہم ہیں۔

لَكَ وَمَآ اَمۡلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ‌ؕ رَبَّنَا عَلَيۡكَ تَوَكَّلۡنَا وَاِلَيۡكَ
تیرے لئے اور مالک نہیں میں تیرے نفع کا اللہ کے ہاتھ سے کسی چیز کا ف۱ اے رب ہمارے ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف

اَنَبۡنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ ۝۴ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَ
رجوع ہوئے اور تیری طرف ہے سب کو پھر آنا ف۲ اے رب ہمارے مت جانچ ہم پر کافروں کو ف۳ اور

اغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَا‌ ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝۵ لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡهِمۡ
ہم کو معاف کر اے رب ہمارے ف۴ تو ہی ہے زبردست حکمت والا ف۵ البتہ تم کو بھلی

اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ‌ؕ وَمَنۡ يَّتَوَلَّ
چال چلنی چاہیئے اُن کی جو کوئی اُمید رکھتا ہو اللہ کی اور پچھلے دن کی اور جو کوئی منہ پھیرے

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ۝۶ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّجۡعَلَ بَيۡنَكُمۡ وَ
تو اللہ وہی ہے بے پروا سب تعریفوں والا ف۶ امید ہے کہ کر دے اللہ تم میں اور

بَيۡنَ الَّذِيۡنَ عَادَيۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ مَّوَدَّةً‌ ؕ وَاللّٰهُ قَدِيۡرٌ‌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ
جو دشمن ہیں تمہارے اُن میں دوستی اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيۡمٌ ۝۷ لَا يَنۡهٰٮكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ وَلَمۡ
مہربان ہے ف۷ اللہ تم کو منع نہیں کرتا اُن لوگوں سے جو لڑے نہیں تم سے دین پر اور

يُخۡرِجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡهُمۡ وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ
نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ اُن سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک بیشک اللہ

يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ۝۸ اِنَّمَا يَنۡهٰٮكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ قَاتَلُوۡكُمۡ فِى
چاہتا ہے انصاف والوں کو ف۸ اللہ تو منع کرتا ہے تم کو اُن سے جو لڑے تم سے دین

الدِّيۡنِ وَاَخۡرَجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ وَظَاهَرُوۡا عَلٰٓى اِخۡرَاجِكُمۡ اَنۡ
پر اور نکالا تم کو تمہارے گھروں سے اور شریک ہوئے تمہارے نکالنے میں کہ

تَوَلَّوۡهُمۡ‌ ۚ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۝۹ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ
اُن سے کرو دوستی اور جو کوئی اُن سے دوستی کرے، سو وہ لوگ وہی ہیں گنہگار ف۹ اے

ف۱ یعنی صرف دعا ہی کر سکتا ہوں کسی نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ خدا جو کچھ پہنچانا چاہے۔ اُسے میں نہیں روک سکتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی پھر اپنی قوم کی طرف منہ نہیں کیا۔ تم بھی وہی کرو۔ ایک ابراہیمؑ نے دعا چاہی تھی، باپ کے واسطے۔ جب تک معلوم نہ تھا۔ تم کو معلوم ہو چکا۔ لہٰذا تم کافر کی بخشش نہ مانگو" (تنبیہ) باپ کے حق میں ابراہیمؑ کے استغفار کا قصہ سورۂ "براءۃ" میں گزر چکا۔ آیت "وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ" الخ کے فوائد میں دیکھ لیا جائے۔

ف۲ یعنی سب کو چھوڑ کر تجھ پر بھروسہ کیا اور قوم سے ٹوٹ کر تیری طرف رجوع ہوئے اور خوب جانتے ہیں کہ سب کو پھر کر تیری ہی طرف آنا ہے۔

ف۳ یعنی ہم کو کافروں کے واسطے محل آزمائش اور تختۂ مشق نہ بنا۔ اور ایسے حال میں مت رکھ جسکو دیکھکر کافر خوش ہوں، اسلام اور مسلمانوں پر آوازے کسیں اور ہمارے مقابلہ میں اپنی حقانیت پر استدلال کرنے لگیں۔

ف۴ یعنی ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما۔ اور تقصیرات سے درگذر کر۔

ف۵ تیری زبردست قوت اور حکمت سے یہی توقع ہے کہ اپنے وفاداروں کو دشمنوں کے مقابلہ میں مغلوب و مقہور نہ ہونے دیگا۔

ف۶ یعنی تم مسلمانوں کو یا بالفاظ دیگر اُن لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور آخرت کے قائم ہونے کے اُمیدوار ہیں، ابراہیم اور اُسکے رفقاء کی چال اختیار کرنی چاہیئے۔ دنیا خواہ تم کو کتنا ہی متعصب اور سنگدل کہے، تم اس راستہ سے منہ نہ موڑو جو دنیا کے موحّد اعظم نے اپنے طرز عمل سے قائم کر دیا۔ مستقبل کی ابدی کامیابی اسی راستہ پر چلنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر اس کے خلاف چلوگے۔ اور خدا کے دشمنوں سے دوستانہ گانٹھو گے تو خود نقصان اُٹھاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی کی دوستی یا دشمنی کی کیا پروا ہے وہ تو بذاتِ خود تمام کمالات اور ہر قسم کی خوبیوں کا مالک ہے۔ اُس کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔

ف۷ یعنی اللہ کی قدرت و رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ جو آج بدترین دشمن ہیں کل اُنہیں مسلمان کر دے اور اس طرح تمہارے اور اُن کے درمیان دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم ہو جائیں۔ چنانچہ فتح مکہ میں ایسا ہی ہوا تقریباً سب مکّہ والے مسلمان ہو گئے اور جو لوگ ایکدوسرے پر تلوار اُٹھا رہے تھے اب ایک دوسرے پر جان قربان کرنے لگے۔ اس آیت میں مسلمانوں کی تسلی کر دی کہ مکّہ والوں کے مقابلہ میں یہ ترکِ موالات کا جہاد صرف چند روز کے لئے ہے۔ پھر اس کی ضرورت نہیں رہیگی۔ چاہیئے کہ بحالت موجودہ تم مضبوطی سے ترکِ موالات پر قائم رہو۔ اور جس کسی سے کوئی بے اعتدالی ہو گئی ہو اللہ سے اپنی خطا معاف کرالے۔ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ف۸ مکّہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو آپ مسلمان نہ ہوئے اور مسلمان ہونے والوں سے ضد اور پرخاش بھی نہیں رکھی، نہ دین کے معاملہ میں اُن سے لڑے نہ اُن کو ستانے اور نکالنے میں ظالموں کے مددگار بنے۔ اس قسم کے کافروں کے ساتھ بھلائی اور خوش خلقی سے پیش آنے کو اسلام نہیں روکتا۔ جب وہ تمہارے ساتھ نرمی اور رواداری سے پیش آتے ہیں۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور دنیا کو دکھلا دو کہ اسلامی اخلاق کا معیار کس قدر بلند ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ نہیں کہ اگر کافروں کی ایک قوم مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہے، تو تمام کافروں کو بلا تمیز ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا شروع کر دیں۔ ایسا کرنا حکمت و انصاف کے خلاف ہوگا۔ ضروری ہے کہ عورت، مرد، بچے، بوڑھے، جوان اور معاند و مسالم میں اُن کے حالات کے اعتبار سے فرق کیا جائے جس کی قدرے تفصیل سورۂ "مائدہ" اور "آل عمران" کے فوائد میں گذر چکی۔

ف۹ یعنی ایسے ظالموں سے دوستانہ برتاؤ کرنا بیشک سخت ظلم اور گناہ کا کام ہے۔ (ربط) یہاں تک کفار کے دو فریق (معاند اور مسالم) کے ساتھ معاملہ کرنے کا ذکر تھا۔ آگے بتلاتے ہیں کہ اُن عورتوں کے ساتھ کیا معاملہ ہونا چاہیئے جو "دارالحرب" سے "دارالاسلام" میں آئیں یا "دارالحرب" میں مقیم رہیں۔ قصہ یہ ہے کہ "صلح حدیبیہ" میں مکّہ والوں نے یہ قرار دیا کہ ہمارا جو آدمی تمہارے پاس جائے اُس کو واپس بھیجنا ہوگا۔ حضرتؐ نے اس کو قبول فرما لیا تھا۔ چنانچہ کئی مرد آئے۔ آپ نے اُن کو واپس کر دیا پھر کئی مسلمان عورتیں آئیں۔ اُن کو واپس کرتے تو کافر مرد کے گھر مسلمان عورتیں حرام میں پڑتیں۔ اُس پر یہ اگلی آیتیں اُتریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد عورتوں کی واپسی پر کفار نے اصرار نہیں کیا ورنہ صلح قائم نہ رہتی۔

اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ
ایمان والو جب آئیں تمہارے پاس ایمان والی عورتیں وطن چھوڑ کر تو اُن کو جانچ لو اللہ خوب جانتا ہے

بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ
اُنکے ایمان کو ف۱ پھر اگر جانو کہ وہ ایمان پر ہیں تو مت پھیرو اُن کو کافروں کی طرف

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ
نہ یہ عورتیں حلال ہیں اُن کافروں کو اور نہ وہ کافر حلال ہیں اُن عورتوں کو اور دیدو اُن کافروں کو جو اُنکا خرچ ہوا ہو اور گناہ نہیں

عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ
تم کو کہ نکاح کر لو اُن عورتوں سے جب اُن کو دو اُن کے مہر ف۲ اور نہ رکھو اپنے قبضہ میں ناموس

الْكَوَافِرِ وَسْــَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْــَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ
کافر عورتوں کے اور تم مانگ لو جو تم نے خرچ کیا اور وہ کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا، یہ اللہ کا فیصلہ ہے

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ
تم میں فیصلہ کرتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۳ اور اگر جاتی رہیں تمہارے ہاتھ سے کچھ عورتیں

اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ
کافروں کی طرف پھر تم ہاتھ مارو تو دیدو اُن کو جن کی عورتیں جاتی رہی ہیں جتنا انہوں نے

اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا
خرچ کیا تھا اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم کو یقین ہے ف۴ اے نبی جب

جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْــًٔا وَّ
آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں اللہ کا کسی کو اور

لَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ
چوری نہ کریں اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں ف۵ اور طوفان نہ لائیں

يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ
باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں ف۶ اور تیری نافرمانی نہ کریں کسی بھلے کام میں

ف۱ یعنی دل کا حال تو اللہ ہی خوب جانتا ہے لیکن ظاہری طور سے اُن عورتوں کی جانچ کر لیا کرو۔ آیا واقعی وہ مسلمان ہیں اور محض اسلام کی خاطر وطن چھوڑ کر آئی ہیں۔ کوئی دنیوی یا نفسانی غرض تو ہجرت کا سبب نہیں ہوا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عمرؓ اُن کا امتحان کرتے تھے۔ اور حضورؐ کی طرف سے اُن سے بیعت لیتے تھے۔ اور کبھی حضورؐ خود بہ نفسِ نفیس بیعت لیا کرتے تھے جو آگے "یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ" الخ میں مذکور ہے۔

ف۲ یہ حکم ہوا کہ زوجین میں اگر ایک مسلمان اور دوسرا مشرک ہو تو اختلافِ دارین کے بعد تعلق نکاح قائم نہیں رہتا۔ پس اگر کسی کافر کی عورت مسلمان ہو کر "دارالاسلام" میں آجائے تو جو مسلمان اُس سے نکاح کرے اُس کے ذمہ ہے کہ اُس کافر نے جتنا مہر عورت پر خرچ کیا تھا وہ اُسے واپس کر دے۔ اور اب عورت کا جو مہر قرار پائے وہ جُدا اپنے ذمہ رکھے تب نکاح میں لا سکتا ہے۔

ف۳ پہلے حکم کے مقابل دوسری طرف یہ حکم ہوا کہ جس مسلمان کی عورت کافرہ گئی ہے وہ اُس کو چھوڑ دے۔ پھر جو کافر اس سے نکاح کرے اُس مسلمان کا خرچ کیا ہوا مہر واپس کرے۔ اس طرح دونوں فریق ایک دوسرے سے اپنا حق طلب کر لیں۔ جب یہ حکم اُترا تو مسلمان تیار ہوئے دینے کو بھی اور لینے کو بھی لیکن کافروں نے دینا قبول نہ کیا۔ تب اگلی آیت نازل ہوئی۔

ف۴ یعنی جس مسلمان کی عورت گئی اور کافر اس کا خرچ کیا ہوا نہیں پھیرتے تو جس کافر کی عورت مسلمانوں کے ہاں آئے اُس کا جو خرچ دینا تھا اس کافر کو نہ دیں۔ بلکہ اُسی مسلمان کو دیں جس کا حق مارا گیا ہے ہاں اس مسلمان کا حق دیکر جو بچ رہے وہ واپس کر دیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کافر کا خرچ کیا ہوا واپس نہیں کر سکتا تو بیت المال سے دیا جائے۔ اللہ اکبر! کس قدر عدل و انصاف کی تعلیم ہے لیکن اس پر کاربند وہی ہوگا جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو اور اُس پر ٹھیک ٹھیک ایمان رکھتا ہو۔ (تنبیہ) "فَعَاقَبْتُمْ" کے دو ترجمے مترجم محققؒ نے کئے "پھر تم ہاتھ مارو" اور "پھر تمہاری باری آئے"۔ ہم نے دوسرے ترجمے کے لحاظ سے مطلب کی تقریر کی ہے پہلے ترجمہ کے موافق بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد مالِ غنیمت کا حاصل ہونا ہے یعنی مالِ غنیمت میں سے اُس مسلمان کا خرچ کیا ہوا بنٹایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۵ جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا کہ رسمی ننگ و عار کی وجہ سے لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور بعض اوقات فقر و فاقہ کے خوف سے لڑکوں کو بھی قتل کر ڈالتے تھے۔

ف۶ طوفان باندھنا ہاتھ پاؤں میں یہ کہ کسی پر جھوٹا دعویٰ کریں یا جھوٹی گواہی دیں یا کسی معاملہ میں اپنی طرف سے بنا کر جھوٹی قسم کھائیں، اور ایک معنی یہ کہ بیٹا جنا ہو کسی اور سے اور منسوب کر دیں خاوند کی طرف، یا کسی دوسری عورت کی اولاد لے کر مکر و فریب سے اپنی طرف نسبت کر لیں۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی ایک کا بیٹا دوسرے کی طرف لگائے جنت اُس پر حرام ہے۔

ف۱ پہلے فرمایا تھا کہ مسلمان عورتوں کی (جو ہجرت کر کے آئیں) جانچ کی جائے۔ یہاں بتلادیا کہ اُن کا جانچنا یہی ہے کہ جو احکام اس آیت میں ہیں وہ قبول کرلیں تو اُن کا ایمان ثابت رکھو۔ یہ آیت بیعت کہلاتی ہے۔ حضرت کے پاس عورتیں بیعت کرتی تھیں تو یہی اقرار لیتے تھے لیکن بیعت کے وقت کبھی کسی عورت کے ہاتھ نے آپ کے ہاتھ کو مَس نہیں کیا۔ **ف۲** یعنی ان اُمور میں جو کوتاہیاں پہلے ہو چکیں یا امتثال احکام میں آئندہ کچھ تقصیر رہ جائے اُس کے لئے آپ ان کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔ اللہ آپ کی برکت سے اُن کی تقصیر معاف فرمائے گا۔

فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲ يٰٓاَيُّهَا

تو اُن کو بیعت کرے ف۱ اور معافی مانگ اُن کے واسطے اللہ سے، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَىِٕسُوْا مِنَ

ایمان والو مت دوستی کرو اُن لوگوں سے کہ غصّہ ہوا ہے اللہ اُن پر ف۳ وہ آس توڑ چکے ہیں

الْاٰخِرَةِ كَمَا يَىِٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝۱۳

پچھلے گھر سے جیسے آس توڑی منکروں نے قبر والوں سے ف۴

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ صف مدینہ میں نازل ہوئی — شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے — اور اس کی چودہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱ يٰٓاَيُّهَا

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا، اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ

ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے یہاں

اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ

کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو اللہ چاہتا ہے اُن لوگوں کو جو لڑتے ہیں اُس کی

سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

راہ میں قطار باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی ف۵ اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو

يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا

اے قوم میری کیوں ستاتے ہو مجھ کو اور تم کو معلوم ہے کہ میں اللہ کا بھیجا آیا ہوں تمہارے پاس ف۶ پھر جب

زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَ

وہ پھر گئے تو پھیر دیئے اللہ نے اُن کے دل اور اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو ف۷ اور

اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ

جب کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس

ع ۲ / ۸

ف۳ شروع سورت میں جو مضمون تھا، خاتمہ پر پھر یاد دلادیا۔ یعنی مؤمن کی شان نہیں کہ جس پر خدا ناراض ہو اُس سے دوستی اور رفاقت کا معاملہ کرے۔ جس پر خدا کا غصّہ ہو، خدا کے دوستوں کا بھی غصّہ ہونا چاہئے۔

ف۴ یعنی منکروں کو توقع نہیں کہ قبر سے کوئی اُٹھیگا اور پھر دوسری زندگی میں ایک دوسرے سے ملیں گے۔ یہ کافر بھی ویسے ہی نا اُمید ہیں۔ (تنبیہ) بعض مفسّرین کے نزدیک "من اصحٰب القبور" کفار کا بیان ہے یعنی جس طرح کافر جو قبر میں پہنچ چکے وہاں کا حال دیکھ کر اللہ کی مہربانی اور خوشنودی سے بالکلیہ مایوس ہو چکے ہیں اسی طرح یہ کافر بھی آخرۃ کی طرف سے مایوس ہیں۔

تمّ سورة الممتحنة

ف۵ بندہ کو لاف زنی اور دعوے کی بات سے ڈرنا چاہئے کہ پیچھے مشکل پڑتی ہے۔ زبان سے ایک بات کہہ دینا آسان ہے، لیکن اُس کا نباہنا آسان نہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس شخص سے سخت ناراض اور بیزار ہوتا ہے جو زبان سے کہے بہت کچھ اور کرے کچھ نہیں۔ روایات میں ہے کہ ایک جگہ مسلمان جمع تھے، کہنے لگے ہم کو اگر معلوم ہو جائے کہ کونسا کام اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے تو وہی اختیار کریں۔ اُس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ یعنی دیکھو! سنبھل کر کہو، لو ہم بتلائے دیتے ہیں، کہ اللہ کو سب سے زیادہ اُن لوگوں سے محبت ہے جو اللہ کی راہ میں اُس کے دشمنوں کے مقابلہ پر ایک آہنی دیوار کی طرح ڈٹ جاتے ہیں اور میدانِ جنگ میں اس شان سے صف آرائی کرتے ہیں کہ گویا وہ سب مل کر ایک مضبوط دیوار ہیں جس میں سیسہ پلادیا گیا ہے، اور جس میں کسی جگہ کوئی رخنہ نہیں پڑ سکتا۔ اب اس معیار پر اپنے کو پرکھ لو۔ بیشک تم میں بہت ایسے ہیں جو اس معیار پر کامل و اکمل اُتر چکے ہیں مگر بعض مواقع ایسے بھی نکلیں گے جہاں بعضوں کے زبانی دعووں کی اُنکے عمل نے تکذیب کی ہے آخر جنگ اُحد میں وہ بنیان مرصوص کہاں قائم رہی۔ اور جس وقت حکم قتال اُترا تو یقیناً بعض نے یہ بھی کہا "ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا" الخ (نساء رکوع ۱۱)۔ بہر حال زبان سے زیادہ دعوے مت کرو۔ بلکہ خدا کی راہ میں قربانی پیش کرو جس سے اعلیٰ کامیابی نصیب ہو۔ موسیٰ کی قوم کو نہیں دیکھتے کہ زبان سے تعلّی و تفاخر کی باتیں بہت بڑھ چڑھ کر بناتے تھے لیکن عمل کے میدان میں صفر تھا۔ جہاں کوئی موقع کام کا آیا فوراً پھسل گئے اور نہایت تکلیف دہ باتیں کرنے لگے۔ نتیجہ جو کچھ ہوا اُس کو آگے بیان فرماتے ہیں۔

ف۶ یعنی روشن دلائل اور کھلے کھلے معجزات دیکھ کر تم دل میں یقین رکھتے ہو کہ میں اللہ کا سچا پیغمبر ہوں۔ پھر سخت نازیبا اور رنجدہ حرکتیں کر کے مجھے کیوں ستاتے ہو۔ یہ معاملہ تو کسی معمولی ناصح اور خیر خواہ کے ساتھ بھی نہ ہونا چاہئے۔ چہ جائیکہ ایک اللہ کے رسُول کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو۔ کیا میرے دل کو تمہاری اِن گستاخانہ حرکات سے دُکھ نہیں پہنچتا کہ کبھی بے جان بچھڑا بنا کر پُوجنے لگے اور اُس کو اپنا اور موسیٰ کا خدا بتلانے لگے۔ کبھی "عمالقہ" پر جہاد کرنے کا حکم ہوا تو کہنے لگے ہم تو کبھی نہیں جائینگے۔ تم اور تمہارا خدا جا کر لڑلو۔ ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ وغیر ذٰلک من الخرافات۔ چنانچہ اسی سے تنگ ہو کر حضرت موسیٰ نے فرمایا "رب انی لا املک الا نفسی و اخی فافرق بیننا و بین القوم الفٰسقین"۔

ف۷ بدی کرتے کرتے قاعدہ ہے کہ دل سخت اور سیاہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ حتّٰی کہ نیکی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ یہی حال اُن کا ہوا جب ہر بات میں رسُول سے ضد ہی کرتے رہے اور برابر ٹیڑھی چال چلتے رہے، تو آخر مردود ہوئے۔ اور اللہ نے اُن کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا کہ سیدھی بات قبول کرنے کی صلاحیت نہ رہی۔ ایسے ضدی نافرمانوں کے ساتھ اللہ کی یہی عادت ہے۔

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ

یقین کرنیوالا اُس پر جو مجھ سے آگے ہے توریت ف۱ اور خوشخبری سُنانے والا ایک رسُول کی جو آئے گا

بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۶

میرے بعد اُس کا نام ہے احمد ف۲ پھر جب آیا اُن کے پاس کُھلی نشانیاں لیکر کہنے لگے یہ جادُو ہے صریح ف۳

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ

اور اس سے زیادہ بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ اور اُس کو بلاتے ہیں مسلمان ہونے کو ف۴

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۷ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ

اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ف۵ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کی روشنی

بِاَفْوَاهِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۸ هُوَ الَّذِيْٓ

اپنے منہ سے اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی، اور پڑے بُرا مانیں منکر ف۶ وہی ہے جس نے

اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ

بھیجا اپنا رسول راہ کی سُوجھ دے کر اور سچا دین کہ اُس کو اوپر کرے سب دینوں سے

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۹ ع ۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي تِجَارَةٍ

اور پڑے بُرا مانیں شرک کرنے والے ف۷ اے ایمان والو میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری

تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۱۰ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ

جو بچائے تم کو ایک عذاب دردناک سے ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور لڑو

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم

تَعْلَمُوْنَ ۱۱ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

سمجھ رکھتے ہو بخشیگا وہ تمہارے گناہ اور داخل کریگا تم کو باغوں میں جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

بہتی ہیں نہریں ف۸ اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں کے اندر ف۹ یہ ہے بڑی مراد

ف۱ یعنی اصل تورات کے من اللہ ہونے کی تصدیق کرتا ہوں اور اُس کے احکام واخبار پر یقین رکھتا ہوں اور جو کچھ میری تعلیم ہے فی الحقیقت اُن ہی اُصُول کے ماتحت ہے جو تورات میں بتلائے گئے تھے۔ (تنبیہ) ابن کثیر وغیرہ نے "مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ" الخ کا مطلب یہ لیا ہے کہ میرا وجود تورات کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے کیونکہ میں اُن چیزوں کا مصداق بنکر آیا ہوں جن کی خبر تورات شریف میں دیگئی تھی۔ واللہ اعلم۔

ف۲ یعنی پچھلے کی تصدیق کرتا ہوں اور اگلے کی بشارت سُناتا ہوں۔ یوں تو دوسرے انبیاء سابقین بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مژدہ برابر سُناتے آئے ہیں۔ لیکن جس صراحت ووضاحت اور اہتمام کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام نے آپؐ کی آمد کی خوشخبری دی وہ کسی اور سے منقول نہیں۔ شاید قرب عہد کی بناء پر یہ خصوصیت اُن کے حصّہ میں آئی ہوگی۔ کیونکہ اُنکے بعد نبی آخر الزماں کے سوا کوئی دوسرا نبی آنے والا نہ تھا۔ یہ سچ ہے کہ یہود ونصاریٰ کی مجرمانہ غفلت اور متعمدانہ دستبرد نے آج دنیا کے ہاتھوں میں اصل تورات و انجیل وغیرہ کا کوئی صحیح نسخہ باقی نہیں چھوڑا جس سے ہم کو ٹھیک پتہ لگ سکتا کہ انبیاء سابقین خصوصاً حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کن الفاظ میں اور کس عنوان سے بشارت دی تھی۔ اور اسی لئے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ قرآن کریم کے صاف وصریح بیان کو اس تحریف شدہ بائبل میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے جھٹلانے لگے۔ تاہم یہ بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ سمجھنا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے محرفین کو اس قدر قدرت نہیں دی کہ وہ اُس کے آخری پیغمبر کے متعلق تمام پیشینگوئیوں کو بالکلیہ محو کر دیں کہ اُن کا کچھ نشان باقی نہ رہے۔ موجودہ بائبل میں بھی بیسیوں مواضع ہیں جہاں آنحضرت صلعم کا ذکر قریب بتصریح کے موجود ہے اور عقل وانصاف والوں کے لئے اُس میں تاویل وانکار کی قطعاً گنجائش نہیں۔ اور انجیل یوحنا میں تو فارقلیط (یا پیر کلوطوس) والی بشارت اتنی صاف ہے کہ اُس کا بے تکلف مطلب بجز احمد (یعنی محمود وستودہ) کے کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ بعض علماء اہل کتاب کو بھی اگر یہ اس کا اعتراف یا نیم اقرار کرنا پڑا ہے کہ اس پیشین گوئی کا انطباق پوری طرح نہ روح القدس پر اور نہ بجز سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور پر ہو سکتا ہے۔ علماء اسلام نے بحمد اللہ بشارات پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اور تفسیر حقانی کے مؤلف فاضل نے "فارقلیط" والی بشارت اور تحریف بائبل پر سورۂ "صف" کی تفسیر میں نہایت مشبع بحث کی ہے۔ اللہ جزاء خیر دے۔

ف۳ یعنی حضرت مسیح کھلی نشانیاں لے کر آئے یا جن کی بشارت دی تھی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کھلے نشان لے کر آئے تو لوگ اُسے جادو بتلانے لگے۔

ف۴ یعنی جب مسلمان ہونے کو کہا جاتا ہے تو حق کو چھُپا کر اور جھوٹی باتیں بنا کر حضورؐ پر ایمان لانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ وہ خدا کو بشر یا بشر کو خدا بنانے کا جھوٹ تو ایک طرف رہا، کتب سماویہ میں تحریف کر کے جو چیزیں واقعی موجود تھیں اُن کا انکار کرتے اور جو نہیں تھیں اُن کو درج کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا۔

ف۵ یعنی ایسے بے انصافوں کو ہدایت کہاں نصیب ہوتی ہے۔ اور ممکن ہے "لَا یَهْدِی" میں ادھر بھی اشارہ ہو کہ یہ ظالم کتنا ہی انکار اور تحریف وتاویل کریں، خدا اُن کو کامیابی کی راہ نہ دیگا۔ گویا حضورؐ کے متعلق جن خبروں کو وہ چھپانا یا مٹانا چاہتے ہیں، چھپ یا مٹ نہ سکینگی چنانچہ باوجود ہزاروں طرح کی قطع وبرید کے آج بھی نبی آخر الزماںؐ کی نسبت بشارات کا ایک کثیر ذخیرہ موجود ہے۔

ف۶ یعنی منکر پڑے بُرا مانا کریں اللہ اپنے نور کو پُورا کر کے رہیگا۔ مشیتِ الٰہی کے خلاف کوئی کوشش کرنا ایسا ہے جیسے کوئی احمق نورِ آفتاب کو منہ سے پھُونک مار کر بجھانا چاہے۔ یہ ہی حال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کا اور اُن کی کوششوں کا ہے۔ (تنبیہ) شاید "بِاَفْوَاهِهِمْ" کے لفظ سے یہاں اس طرف بھی اشارہ کرنا ہو کہ بشارات کے انکار واخفاء کے لئے جو جھوٹی باتیں بناتے ہیں وہ کامیاب ہونیوالی نہیں۔ ہزار کوشش کریں کہ "فارقلیط" آپ نہیں ہیں لیکن اللہ منوا کر چھوڑیگا کہ اُس کا مصداق آپ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔

ف۷ اس آیت پر سورۂ "براءۃ" کے فوائد میں کلام ہو چکا ہے، وہاں دیکھ لیا جائے۔

ف۸ یعنی اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرنا تو اللہ کا کام ہے لیکن تمہارا فرض یہ ہے کہ ایمان پر پوری طرح مستقیم رہ کر اُس کے راستہ میں جان ومال سے جہاد کرو۔ یہ وہ سوداگری ہے جس میں کبھی خسارہ نہیں، دنیا میں لوگ سینکڑوں طرح کے بیوپار اور تجارتیں کرتے ہیں اور اپنا کل سرمایہ اس میں لگا دیتے ہیں محض اس اُمید پر کہ اُس سے منافع حاصل ہونگے اور اس طرح رأس المال گھٹنے اور تلف ہونے سے بچ جائیگا پھر وہ بذاتِ خود اور اُس کے اہل وعیال تنگدستی وافلاس کی تلخیوں سے محفوظ رہینگے لیکن مؤمنین اپنے جان ومال کا سرمایہ اس اعلیٰ تجارت میں لگائینگے تو صرف چندروزہ افلاس سے نہیں، بلکہ آخرت کے دردناک عذاب اور تباہ کن خسارہ سے مامون ہو جائینگے اگر مسلمان سمجھے تو یہ تجارت دنیا کی سب تجارتوں سے بہتر ہے جس کا نفع کامل مغفرت اور دائمی جنت کی صورت میں ملیگا جس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے۔

ف۹ یعنی وہ ستھرے مکانات اُن باغوں کے اندر ہونگے جن میں مؤمنین کو آباد ہونا ہے۔ یہ تو آخرت کی کامیابی رہی۔ آگے دنیا کی اعلیٰ اور انتہائی کامیابی کا ذکر ہے۔

ف۱ یعنی اصلی اور بڑی کامیابی تو وہ ہی ہے جو آخرت میں ملیگی جس کے سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت کوئی چیز نہیں لیکن دنیا میں بھی ایک چیز جسے تم طبعًا محبوب رکھتے ہو، دی جائیگی وہ کیا ہے "نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ" (اللہ کی طرف سے ایک مخصوص امداد اور جلد حاصل ہونیوالی فتح وظفر جن میں سے ہر ایک دوسرے کیساتھ دامن کا تعلق رکھتی ہے) دنیا نے دیکھ لیا کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے ساتھ یہ وعدہ کیسی صفائی سے پورا ہوا اور آج بھی مسلم قوم اگر سچے معنی میں ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ پر ثابت قدم ہو جائے تو یہ ہی کامیابی اُن کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہے۔

الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ

ملنی ۔ اور ایک اور چیز دے جس کو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی طرف سے اور فتح جلدی ف۱ اور خوشی

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ

سُنا دے ایمان والوں کو ف۲ اے ایمان والو تم ہو جاؤ مددگار اللہ کے ف۳ جیسے کہا

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ

عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اپنے یاروں کو کون ہے کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ میں بولے یار

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ

ہم ہیں مددگار اللہ کے ف۴ پھر ایمان لایا ایک فرقہ بنی اسرائیل سے اور منکر ہوا

طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿١٤﴾ ع ٢/١٠ ٥

ایک فرقہ پھر قوت دی ہم نے اُن کو جو ایمان لائے تھے اُنکے دشمنوں پر پھر ہو رہے غالب ف۵

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ جمعہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی گیارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع ۔ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ کہ ہے زمین میں بادشاہ پاک ذات زبردست

الْحَكِيْمِ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ

حکمتوں والا وہی ہے جس نے اُٹھایا اَن پڑھوں میں ایک رسُول انہی میں کا پڑھ کر سُناتا ہے اُنکو اُس کی

اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۤ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ

آیتیں اور اُنکو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے اُن کو کتاب اور عقلمندی اور اس سے پہلے وہ پڑے ہوئے تھے

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

صریح بھول میں ف۶ اور اُٹھایا اُس رسُول کو ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہی میں سے جو ابھی نہیں ملے اُن میں ف۷ اور وہی ہے

الْحَكِيْمُ ﴿٣﴾ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

زبردست حکمت والا ف۸ یہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل

ف۲ کیونکہ یہ خوشخبری سُنانا ایک مستقل انعام ہے۔

ف۳ یعنی اُس کے دین اور اس کے پیغمبر کے مددگار بن جاؤ۔ اس حکم کی تعمیل خدا کے فضل و توفیق سے مسلمانوں نے ایسی کی کہ ان میں سے ایک جماعت کا تو نام ہی "انصار" پڑ گیا۔

ف۴ "حواریین" (یارانِ مسیح) تھوڑے سے تو گنے چنے آدمی تھے جو اپنے نسب و حسب کے اعتبار سے کچھ معزز نہیں سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے حضرت مسیحؑ کو قبول کیا اور اُن کی دعوت کو بڑی قربانیاں کر کے دیار و امصار میں پھیلایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بعد اُن کے یاروں نے بڑی محنتیں کی ہیں تب اُن کا دین نشر ہوا۔ ہمارے حضرتؐ کے پیچھے بھی خلفاءؓ نے اس سے زیادہ کیا۔" والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ف۵ یعنی "بنی اسرائیل" میں دو فرقے ہو گئے۔ ایک ایمان پر قائم ہوا۔ دوسرے نے انکار کیا۔ پھر حضرت مسیحؑ کے بعد آپس میں دست و گریبان رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس بحث و مناظرہ اور خانہ جنگیوں میں مؤمنین کو منکرین پر غالب کیا۔ حضرت مسیحؑ کے نام لیوا (نصاریٰ) یہود پر غالب رہے اور نصاریٰ میں سے اُن کی عام گمراہی کے بعد جو بچے کھچے افراد صحیح عقیدہ پر قائم رہ گئے تھے اُن کو حق تعالیٰ نے نبی آخر الزمان کے ذریعہ سے دوسروں پر غلبہ عنایت فرمایا۔ حجت و برہان کے اعتبار سے بھی اور قوت و سلطنت کی حیثیت سے بھی۔ فللّٰہ الحمد والمنۃ۔

تمّ سورة الصف وللّٰه الحمد والمنّة

ف۶ "اُمّیّین" (اَن پڑھ) عرب کو کہا جن میں علم و ہنر کچھ نہ تھا نہ کوئی آسمانی کتاب تھی معمولی لکھنا پڑھنا بھی بہت کم آدمی جانتے تھے۔ اُنکی جہالت و وحشت ضرب المثل تھی خدا کو بالکل بھولے ہوئے تھے، بُت پرستی، اوہام پرستی، اور فسق و فجور کا نام "مِلّتِ ابراہیمی" رکھ چھوڑا تھا اور تقریبًا ساری قوم صریح گمراہی میں پڑی بھٹک رہی تھی۔ ناگہاں اللہ تعالیٰ نے اسی قوم میں سے ایک رسُول اُٹھایا جس کا امتیازی لقب "نبی اُمّی" ہے۔ لیکن باوجود اُمّی ہونے کے اپنی قوم کو اللہ کی سب سے زیادہ عظیم الشان کتاب پڑھ کر سُناتا اور عجیب و غریب علوم و معارف اور حکمت و دانائی کی باتیں سکھلا کر ایسا حکیم و شائستہ بناتا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے حکیم و دانا اور عالم و عارف اُس کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرتے ہیں (تنبیہ) اس طرح کی آیت سورۂ "بقرہ" اور "آل عمران" میں گزر چکی ہے۔ وہاں کے فوائد ملاحظہ کر لئے جائیں۔

ف۷ یعنی یہ ہی رسُول دوسرے آنیوالے لوگوں کے واسطے بھی ہے جن کو مبدأ و معاد اور شرائع سماویہ کا پورا اور صحیح علم نہ رکھنے کی وجہ سے اَن پڑھ ہی کہنا چاہئے۔ مثلًا فارس، روم، چین اور ہندوستان وغیرہ کی قومیں جو بعد کو اُمّیّین کے دین اور اسلامی برادری میں شامل ہو کر اُن ہی میں سے ہو گئیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "حق تعالیٰ نے اوّل عرب پیدا کئے اس دین کے تھامنے والے، پیچھے عجم میں ایسے کامل لوگ اُٹھے۔" حدیث میں ہے کہ جب آپؐ سے "وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ" کی نسبت سوال کیا گیا تو سلمان فارسی کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر علم یا دین ثریا پر جا پہنچے گا تو (اسکی قوم فارس کا مرد وہاں سے بھی لے آئیگا) شیخ جلال الدین سیوطیؒ وغیرہ نے تسلیم کیا ہے کہ اس پیشین گوئی کے بڑے مصداق حضرت امام اعظم ابوحنیفۃ النعمان ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ف۸ جس کی زبردست قوت و حکمت نے اس جلیل القدر پیغمبر کے ذریعہ سے قیامت تک کے لئے عرب و عجم کی تعلیم و تزکیہ کا انتظام فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ف یعنی رسول کو یہ بڑائی دی اور اس اُمت کو اتنے بڑے مرتبہ والا رسول دیا۔ فللہ الحمد والمنۃ علیٰ ما انعم۔ چاہیئے کہ مسلمان اس انعام واکرام کی قدر پہچانیں، اور حضورؐ کی شان تعلیم وتزکیہ سے مستفید ومنتفع ہونے میں کوتاہی نہ کریں۔ آگے عبرت کے لئے یہود کی مثال بیان فرماتے ہیں جنہوں نے اپنی کتاب اور پیغمبر سے استفادہ کرنے میں سخت غفلت اور کوتاہی برتی۔ ف۲ یعنی یہود پر "تورات" کا بوجھ رکھا گیا تھا اور وہ اس کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے تھے لیکن انہوں نے اُس کی تعلیمات وہدایات کی کچھ پروا نہ کی، نہ اُس کو محفوظ رکھا، نہ دل میں جگہ دی، نہ اُس پر عمل کر کے اللہ کے فضل وانعام سے بہرہ ور ہوئے۔ بلاشبہ تورات جس کے یہ لوگ حامل بنائے گئے تھے حکمت وہدایت کا ایک ربانی خزینہ تھا، مگر جب اُس سے منتفع نہ ہوئے تو وہ ہی مثال ہوگئی ؎ نہ محقق شدی نہ دانشمند — چارپائے بر و کتابے چند۔ ایک گدھے پر علم وحکمت کی پچاسوں کتابیں لاد دو۔ اُس کو بوجھ میں دبنے کے سوا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ تو صرف ہری گھاس کی تلاش میں ہے۔ اس بات سے کچھ سروکار نہیں رکھتا کہ پیٹھ پر لعل وجواہر لدے ہوئے ہیں یا خزف وسنگریزے۔ اگر محض اسی پر فخر کرنے لگے کہ دیکھو! میری پیٹھ پر کیسی کیسی عمدہ اور قیمتی کتابیں لدی ہوئی ہیں لہٰذا میں بڑا عالم اور معزز ہوں۔ تو یہ اور زیادہ گدھا پن ہوگا۔ ف۳ یعنی بُری قوم ہے وہ جس کی مثال یہ ہے۔ اللہ ہم کو پناہ میں رکھے۔

الْعَظِيْمِ ۝۴ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ

بڑا ہے ف۱ — مثال اُن لوگوں کی — جن پر لادی توریت — پھر نہ اٹھائی انہوں نے — جیسے مثال گدھے کی

يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ

کہ پیٹھ پر لے چلتا ہے کتابیں ف۲ — بُری مثال ہے اُن لوگوں کی ف۳ — جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو ف۴ — اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ

راہ نہیں دیتا — بے انصاف لوگوں کو ف۵ — تو کہہ اے — یہودی ہونے والو — اگر تم کو دعویٰ ہے

اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۗءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ

کہ تم دوست ہو — اللہ کے — سب لوگوں کے سوائے — تو مناؤ اپنے مرنے کو — اگر — تم

صٰدِقِيْنَ ۝۶ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

سچے ہو — اور وہ کبھی نہ منائینگے اپنا مرنا — اُن کاموں کی وجہ سے جنکو آگے بھیج چکے ہیں انکے ہاتھ، اور اللہ کو خوب معلوم

بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ

ہیں سب گنہگار ف۶ — تو کہہ موت وہ — جس سے تم — بھاگتے ہو — سو وہ تم سے ضرور ملنے والی ہے

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

پھر تم پھیرے جاؤگے اُس چھپے اور کھلے جاننے والے کے پاس — پھر جتلادے گا تم کو — جو — تم

تَعْمَلُوْنَ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ

کرتے تھے ف۷ — اے — ایمان — والو — جب اذان ہو نماز کی — جمعہ کے — دن

فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

تو دوڑو — اللہ کی یاد کو — اور چھوڑ دو خرید وفروخت ف۸ — یہ بہتر ہے تمہارے حق میں — اگر تم — کو

تَعْلَمُوْنَ ۝۹ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا

سمجھ ہے ف۹ — پھر جب تمام ہو چکے نماز — تو پھیل پڑو — زمین میں — اور ڈھونڈو

مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰ وَاِذَا رَاَوْا

فضل اللہ — کا — اور یاد کرو اللہ کو — بہت سا — تاکہ تمہارا بھلا ہو ف۱۰ — اور جب دیکھیں

ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ نے تورات وغیرہ میں جو بشارات نبی آخر الزمانؐ کی دی تھیں اور جو دلائل وبراہین آپ کی رسالت پر قائم کیں، اُن کو جھٹلانا آیات اللہ کو جھٹلانا ہے

ف۵ یعنی ایسے معاند، ہٹ دھرم، بے انصاف لوگوں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا۔

ف۶ یعنی اس گدھے پن اور جہل وحماقت کے باوجود دعویٰ یہ ہے کہ بلاشرکت غیرے ہم ہی اللہ کے دوست اور ولی، اور تنہا جنت کے حقدار ہیں بس دنیا سے چلے اور جنت میں پہنچے لیکن اگر واقعی دل میں یہی یقین ہے اور اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ضرور تھا کہ دنیا کے مکدر عیش سے دل برداشتہ ہو کر محبوب حقیقی کے اشتیاق اور جنت الفردوس کی تمنا میں مرنے کی آرزو کرتے جس کو یقیناً معلوم ہو جائے کہ میرا اللہ کے ہاں بڑا درجہ ہے اور کوئی خطرہ نہیں۔ وہ بیشک مرنے سے خوش ہوگا اور موت کو ایک پُل سمجھیگا جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے اُس کی زبان پر تو یہ الفاظ ہونگے "غداً نلقی الاحبۃ، محمداً وحزبہ اور یاحبذا الجنۃ واقترابھا طیبۃ وبارد شرابھا اور حبیب جاء علی فاقۃ اور یابنی لا یبالی ابوک سقط علی الموت ام سقط علیہ الموت وغیر ذٰلک" یہ اُن اولیاء اللہ کے کلمات ہیں جو دنیا کی کسی سختی یا مصیبت سے گھبرا کر نہیں، خالص لقاء اللہ اور جنت کے اشتیاق میں موت کی تمنا رکھتے تھے، اور اُن کے افعال وحرکات خود شہادت دیتے تھے کہ موت اُن کو دنیا کی تمام لذائذ سے زیادہ لذیذ ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "لوددت انی اُقتل فی سبیل اللہ ثم اُحیا ثم اُقتل" اس کے بالمقابل ان جھوٹے مدعیوں کے افعال وحرکات پر نظر ڈالو کہ ان سے بڑھ کر موت سے ڈرنے والا کوئی نہیں۔ وہ مرنے کا نام سُن کر گھبراتے اور بھاگتے ہیں، اس لیے نہیں کہ زیادہ دن زندہ رہیں تو زیادہ نیکیاں کمائینگے۔ محض اس لئے کہ دنیا کی حرص سے اُن کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا اور دل میں سمجھتے ہیں کہ جو کرتوت کئے ہیں، یہاں سے چھوٹتے ہی اُنکی سزا میں پکڑے جائینگے غرض اُنکے تمامی افعال واطوار سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے موت کی آرزو نہیں کر سکتے۔ اور ممکن تھا کہ اُس زمانہ کے یہود قرآن کے اس دعوے کو جھٹلانے کے لئے جھوٹ موٹ زبان سے موت کی تمنا کرنے لگتے، مگر اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت بھی اُنکو نہ دی۔ روایات میں ہے کہ اگر ان میں سے کوئی یہودی موت کی تمنا کر گزرتا تو اسی وقت گلے میں اُچھو لگ کر ہلاک ہو جاتا۔ (تنبیہ) اس مضمون کی آیت سورۂ "بقرہ" میں گذر چکی ہے، اُس کے فوائد دیکھ لئے جائیں بعض سلف کے نزدیک "تمنی موت" کا مطلب مباہلہ تھا یعنی معاند یہود سے کہا گیا کہ اگر وہ واقعی اپنے اولیاء ہونے کا یقین رکھتے ہیں اور مسلمانوں کو باطل پر سمجھتے ہیں تو تمنا کریں کہ فریقین میں جو جھوٹا ہو، مرجائے لیکن وہ کبھی ایسا نہ کرینگے کیونکہ اُن کو اپنے کذب وظلم کا یقین حاصل ہے۔ ابن کثیرؒ اور ابن قیمؒ وغیرہ نے یہی توجیہ اختیار کی ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۷ یعنی موت سے ڈر کر کہاں بھاگ سکتے ہو۔ ہزار کوشش کرو، مضبوط قلعوں میں دروازے بند کر کے بیٹھ رہو، وہاں بھی موت چھوڑنے والی نہیں۔ اور موت کے بعد پھر وہ ہی اللہ کی عدالت ہے اور تم ہو (ربط) یہود کی بڑی خرابی یہ تھی کہ کتابیں پیٹھ پر لدی ہوئی ہیں لیکن اُن سے منتفع نہیں ہوتے دین کی بہت سی باتیں سمجھتے بوجھتے، پر دنیا کے واسطے چھوڑ بیٹھتے۔ دنیا کے دھندوں میں منہمک ہو کر اللہ کی یاد اور آخرت کے تصور کو فراموش کر دیتے، ایسی روش سے ہم کو منع کیا گیا۔ جمعہ کا تقید بھی ایسا ہی ہے کہ اُس وقت دنیا کے کام میں نہ لگو بلکہ پوری توجہ اور خاموشی سے خطبہ سنو اور نماز ادا کرو۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی خطبہ کے وقت بات کرے وہ اُس گدھے کی طرح ہے جس پر کتابیں لدی ہوں"۔ یعنی اُسکی مثال یہود کی سی ہوئی۔ العیاذ باللہ! ف۸ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "ہر اذان کا یہ حکم نہیں، کیونکہ جماعت پھر بھی ملیگی۔ اور جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا تھا پھر کہاں ملیگا"۔ اور اللہ کی یاد سے مُراد خطبہ ہے اور نماز بھی اُس کے عموم میں داخل ہے یعنی ایسے وقت جائے کہ خطبہ سُنے۔ اُس وقت خرید وفروخت حرام ہے۔ اور "دوڑنے" سے مُراد پورے اہتمام اور مستعدی کے ساتھ جانا ہے۔ بھاگنا مراد نہیں۔ (تنبیہ) "نُودِیَ" سے مراد قرآن میں وہ اذان ہے جو نزول آیت کے وقت تھی یعنی جو امام کے سامنے ہوتی ہے۔ کیونکہ اُس سے پہلی اذان بعد کو

بقیہ فوائد صفحہ ۷۳۴ ۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں صحابہ کے اجماع سے مقرر ہوئی ہے لیکن حرمت بیع میں اس اذان کا حکم بھی مثل حکم اذان قدیم کے ہے کیونکہ اشتراک علت سے حکم میں اشتراک ہوتا ہے۔ البتہ اذان قدیم میں یہ حکم منصوص و قطعی ہوگا اور اذان حادث میں یہ حکم مجتہد فیہ اور ظنی رہیگا۔ اس تقریر سے تمام علمی اشکالات مرتفع ہوگئے۔ نیز واضح رہے کہ "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا" یہاں "عام مخصوص منہ البعض" ہے، کیونکہ بالاجماع بعض مسلمانوں (مثلاً مسافر و مریض وغیرہ) پر جمعہ فرض نہیں۔ **ف۹** ظاہر ہے کہ منافع آخرت کے سامنے دنیوی فوائد کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ **ف۱۰** حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہود کے ہاں عبادت کا دن ہفتہ تھا، سارا دن سودا منع تھا اس لئے فرمادیا کہ تم نماز کے بعد روزی تلاش کرو، اور روزی کی تلاش میں بھی اللہ کی یاد نہ بھولو"۔

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ ایک مرتبہ جمعہ میں حضرتؐ خطبہ فرمارہے تھے، اُسی وقت تجارتی قافلہ باہر سے غلہ لے کر آپہنچا۔ اُس کے ساتھ اعلان کی غرض سے نقارہ بجتا تھا۔ پہلے سے شہر میں اناج کی کمی تھی۔ لوگ دَوڑ پڑے کہ اُس کو ٹھہرائیں (خیال کیا ہوگا کہ خطبہ کا حکم عام وعظوں کی طرح ہے جس میں سے ضرورت کے لئے اُٹھ سکتے ہیں۔ نماز پھر آکر پڑھ لینگے۔ یا نماز ہو چکی ہوگی جیساکہ بعض کا قول ہے کہ اُس وقت نماز جمعہ خطبہ سے پہلے ہوتی تھی۔ بہرحال خطبہ کا حکم معلوم نہ تھا) اکثر لوگ چلے گئے حضرت کے ساتھ بارہ آدمی (جن میں خلفاء راشدین بھی تھے) باقی رہ گئے۔ اُس پر یہ آیت اُتری یعنی سوداگری اور دنیا کا کھیل تماشا کیا چیز ہے، وہ ابدی دولت حاصل کرو جو اللہ کے پاس ہے اور جو پیغمبر کی صحبت اور مجالس ذکر و عبادت میں ملتی ہے۔ باقی قحط کی وجہ سے روزی کا کھٹکا جس کی بناء پر تم اُٹھ کر چلے گئے، سو یاد رکھو روزی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہی بہترین روزی دینے والا ہے اُس مالک کے غلام کو یہ اندیشہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس تنبیہ و تادیب کے بعد صحابہ کی شان وہ تھی جو سورۂ "نور" میں ہے۔ "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" (تنبیہ) "لھو" کہتے ہیں ہر اُس چیز کو جو اللہ کی یاد سے مشغول (غافل) کردے جیسے کھیل تماشہ۔ شاید اُس نقارہ کی آواز کو "لھو" سے تعبیر فرمایا ہو۔

تم سورۃ الجمعۃ فللہ الحمد والمنۃ

تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ

سودا بکتا یا کچھ تماشہ متفرق ہو جائیں اسکی طرف اور تجھ کو چھوڑ جائیں کھڑا تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے

خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾

سو بہتر ہے تماشے سے اور سوداگری سے اور اللہ بہتر ہے روزی دینے والا **ف۱**

(ع ۲ / ۱۲)

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ منافقون مدینہ میں نازل ہوئی شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے اور اسکی گیارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

جب آئیں تیرے پاس منافق کہیں ہم قائل ہیں تو رسول ہے اللہ کا **ف۲** اور اللہ جانتا ہے

اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْٓا

کہ تو اُس کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں **ف۳** انہوں نے رکھا ہے

اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾

اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر **ف۴** پھر روکتے ہیں اللہ کی راہ سے یہ لوگ بُرے کام ہیں جو کر رہے ہیں **ف۵**

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾

یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر منکر ہوگئے، پھر مہر لگ گئی اُن کے دل پر سو وہ اب کچھ نہیں سمجھتے **ف۶**

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ

اور جب تو دیکھے اُن کو تو اچھے لگیں تجھ کو اُن کے ڈیل اور اگر بات کہیں سُنے تو اُن کی بات **ف۷** کیسے ہیں جیسے کہ

خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ

لکڑی لگا دی دیوار سے **ف۸** جو کوئی چیخے جائیں ہم ہی پر بلا آئی **ف۹** وہی ہیں دشمن

فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۡ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا

اُن سے بچتا رہ **ف۱۰** گردن مارے اُن کی اللہ کہاں سے پھرے جاتے ہیں **ف۱۱** اور جب کہیے اُن کو آؤ

يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ

معاف کرادے تم کو رسول اللہ کا مٹکاتے ہیں اپنے سر اور تو دیکھے کہ وہ رُکتے ہیں

وقف لازم

ف۲ یعنی ہم دل سے اعتقاد رکھتے ہیں آپ کے رسول ہونے پر۔

ف۳ یعنی جھوٹ کہتے ہیں کہ اُن کو دل سے اعتقاد ہے۔ واقع میں وہ آپ کی رسالت کے قائل نہیں محض اپنی اغراض کے پیش نظر زبان سے باتیں بناتے ہیں اور دل میں سمجھتے ہیں کہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ پھر اسی ایک بات پر کیا منحصر ہے، جھوٹ بولنا انکی امتیازی خصلت اور شعار بن چکا ہے۔ بات بات میں کذب و دروغ سے کام لیتے ہیں چنانچہ اسی سورۃ میں ایک واقعہ کا ذکر آیا چاہتا ہے جس میں انہوں نے صریح جھوٹ بولا، اور اللہ نے آسمان سے اُن کی تکذیب کی۔

ف۴ یعنی جھوٹی قسمیں کھالیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور مجاہدین اسلام کے ہاتھوں سے اپنی جان و مال محفوظ رکھنے کے لیے ان ہی قسموں کی آڑ پکڑتے ہیں۔ جہاں کوئی بات قابلِ گرفت اُن سے سرزد ہوئی اور مسلمانوں کی طرف سے مواخذہ کا خوف ہوا، فوراً جھوٹی قسمیں کھا کر بری ہوگئے۔

ف۵ یعنی اسلام اور مسلمانوں کی نسبت طعن و تشنیع اور عیب جوئی کرکے دوسروں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں اور لوگ ان کو بظاہر مسلمان دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں، تو ان کی جھوٹی قسموں کا ضرر فساد ان ہی تک محدود نہیں رہتا، بلکہ دوسروں تک متعدی ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر بُرا کام اور کیا ہوگا (لیکن ایک شخص جب تک بظاہر ضروریات دین کا اقرار کرتا ہے خواہ جھوٹ اور فریب ہی سے کیوں نہ ہو، اسلام اُسکے قتل کی اجازت نہیں دیتا)

ف۶ یعنی زبان سے ایمان لائے، دل سے منکر رہے اور مدعیٔ ایمان ہوکر کافروں جیسے کام کئے اس بے ایمانی اور انتہائی فریب و دغا کا اثر یہ ہوا کہ اُنکے دلوں پر مُہر لگ گئی۔ جن میں ایمان و خیر اور حق و صداقت کے سرایت کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں رہی۔ ظاہر ہے کہ اب اس حالت پر پہنچکر اُن سے سمجھنے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے جب آدمی کا قلب اُس کی بدکاریوں اور بے ایمانیوں سے بالکل مسخ ہو جائے پھر نیک و بد کے سمجھنے کی صلاحیت کہاں باقی رہیگی۔

ف۷ یعنی دل تو مسخ ہو چکے ہیں لیکن جسم دیکھو تو بہت ڈیل ڈول کے، چکنے چپڑے، بات کریں تو بہت فصاحت اور چرب زبانی سے، نہایت لچھے دار کہ خواہ مخواہ سننے والا اُدھر متوجہ ہو۔ اور کلام کی ظاہری سطح دیکھ کر قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎ ازبروں چوں گور کافر پُر حلل ۔ واندروں قہر خدائے عزوجل۔ ازبروں طعنہ زنی بر بایزید۔ وازدرونت ننگ میدارد یزید۔

ف۸ خشک اور بیکار لکڑی جو دیوار سے لگا کر کھڑی کردیجائے محض بیجان اور لایعقل، دیکھنے میں کتنی موٹی، مگر ایک منٹ بھی بدون سہارے کے کھڑی نہیں رہ سکتی۔ ہاں ضرورت پڑے تو جلانے کے کام آسکتی ہے یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ ان کے موٹے فربہ جسم، اور تن و توش سب ظاہری خول ہیں، اندر سے خالی اور بیجان محض دوزخ کا ایندھن بننے کے لائق۔

ف۹ یعنی بزدل، نامرد ڈرپوک، ذرا کہیں شور و غل ہو تو دل دہل جائے سمجھیں کہ ہم ہی پر کوئی بلا آئی۔ سنگین جرموں اور بے ایمانیوں کی وجہ سے ہر وقت اُن کے دل میں دغدغہ لگا رہتا ہے کہ دیکھئے کہیں ہماری دغابازی کا پردہ تو چاک نہیں ہوگیا۔ یا ہماری حرکات کی پاداش میں کوئی افتاد تو پڑنے والی نہیں۔

ف۱۰ یعنی بڑے خطرناک دشمن یہ ہی ہیں ان کی چالوں سے ہشیار رہو۔ (باقی بر صفحہ ۷۳۶)

بقیہ فوائد صفحہ ۷۳۵ ۔ وا۱ یعنی ایمان کا اظہار کر کے یہ بے ایمانی، اور حق و صداقت کی روشنی آچکنے کے بعد یہ ظلمت پسندی کس قدر عجیب ہے۔
فوائد صفحہ ہذا ۔ ف۱ بعض دفعہ جب ان منافقوں کی کوئی شرارت صاف طور پر کھل جاتی اور کذب و خیانت کا پردہ فاش ہو جاتا تو لوگ کہتے کہ (اب بھی وقت نہیں گیا) آؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ سے اپنا قصور معاف کرالو۔ حضورؐ کے استغفار کی برکت سے حق تعالیٰ تمہاری خطا معاف فرما دیگا، تو غرور و تکبر سے اس پر آمادہ نہ ہوتے اور بے پروائی سے گردن ہلا کر اور سر مٹکا کر رہ جاتے۔ بلکہ بعض بدبخت صاف کہہ دیتے کہ ہم کو رسول اللہ کے استغفار کی ضرورت نہیں۔ ف۲ یعنی ممکن ہے آپ غایت رحمت و شفقت سے ان کے لئے بحالت موجودہ معافی طلب کریں مگر اللہ کسی صورت سے ان کو معاف کرنیوالا نہیں، اور نہ ایسے نافرمانوں کو اُس کے ہاں سے ہدایت کی توفیق ملتی ہے۔ اس طرح کی ایک آیت سورۂ "براءۃ" میں آچکی ہے۔ وہاں کے فوائد دیکھ لئے جائیں۔

وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۵ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ
اور وہ غرور کرتے ہیں ف۱ برابر ہے اُن پر تو معافی چاہے اُن کی یا نہ معافی چاہے
لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۶ هُمُ
ہرگز نہ معاف کریگا اُن کو اللہ بیشک اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو ف۲ وہی ہیں
الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى
جو کہتے ہیں مت خرچ کرو اُن پر جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ کے یہاں تک کہ
يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ
متفرق ہو جائیں ف۳ اور اللہ کے ہیں خزانے آسمانوں کے اور زمین کے ولیکن منافق
لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۷ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ
نہیں سمجھتے ف۴ کہتے ہیں البتہ اگر ہم پھر گئے مدینہ کو تو نکال دیگا جس کا زور ہے
مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ
وہاں سے کمزور لوگوں کو اور زور تو اللہ کا ہے اور اُسکے رسول کا اور ایمان والوں کا لیکن منافق
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۸ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ
نہیں جانتے ف۵ اے ایمان والو غافل نہ کر دیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹ وَاَنْفِقُوْا مِنْ
اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں ف۶ اور خرچ کرو
مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِىَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِىْۤ
کچھ ہمارا دیا ہوا اُس سے پہلے کہ آپہنچے تم میں کسی کو موت تب کہے اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تُونے
اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ
مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں اور ہرگز نہ ڈھیل دیگا
اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱ ع
اللہ کسی جی کو جب آپہنچا اُس کا وعدہ ف۷ اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۸

ف۳ ایک سفر میں دو شخص لڑ پڑے ایک مہاجرین میں کا اور ایک انصار کا۔ دونوں نے اپنی حمایت کے لئے اپنی جماعت کو پکارا، اس پر خاصا ہنگامہ ہو گیا۔ یہ خبر رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کو پہنچی کہنے لگا اگر ہم ان (مہاجرین) کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے تم ہی خبرگیری کرتے ہو تو یہ لوگ رسُول کے ساتھ جمع رہتے ہیں، خبرگیری چھوڑ دو، ابھی خرچ سے تنگ آکر متفرق ہو جائیں، اور سب مجمع بچھڑ جائے۔ یہ بھی کہا کہ اس سفر سے واپس ہو کر ہم مدینہ پہنچیں تو جس کا اس شہر میں زور و اقتدار ہے چاہئے ذلیل بے قدروں کو نکال دے (یعنی ہم جو معزز لوگ ہیں ذلیل مسلمانوں کو نکال دینگے) ایک صحابی زید بن ارقمؓ نے یہ باتیں سُن کر حضرتؐ کے پاس نقل کر دیں۔ آپ نے عبداللہ بن اُبی وغیرہ کو بُلا کر تحقیق کی تو قسمیں کھا گئے کہ زیدؓ بن ارقم نے ہماری دشمنی سے جھوٹ کہہ دیا ہے۔ لوگ زید پر آوازے کسنے لگے وہ بیچارے سخت محجوب اور نادم تھے۔ اُس وقت یہ آیات نازل ہوئیں حضورؐ نے زید کو فرمایا کہ اللہ نے تجھے سچّا کیا۔
ف۴ یعنی احمق اتنا نہیں سمجھتے کہ تمام آسمان و زمین کے خزانوں کا مالک تو اللہ ہے کیا جو لوگ خالص اُس کی رضا جوئی کے لئے اُس کے پیغمبر کی خدمت میں رہتے ہیں وہ اُن کو بھوکوں مار دیگا، اور لوگ اگر اُنکی امداد بند کر لینگے تو وہ بھی اپنی روزی کے سب دروازے بند کر لیگا؟ سچ تو یہ ہے کہ جو بندے اُن اللہ والوں پر خرچ کر رہے ہیں وہ بھی اللہ ہی کراتا ہے۔ اُس کی توفیق نہ ہو تو نیک کام میں کوئی ایک پیسہ خرچ نہ کر سکے۔
ف۵ یعنی منافق یہ نہیں جانتے کہ زور آور اور عزّت والا کون ہے۔ یاد رکھو اصلی اور ذاتی عزّت تو اللہ کی ہے۔ اُس کے بعد اُسی سے تعلق رکھنے کی بدولت درجہ بدرجہ رسُول کی اور ایمان والوں کی۔ روایات میں ہے کہ عبداللہ بن اُبی کے وہ الفاظ (کہ عزّت والا ذلیل کو نکال دیگا) جب اُسکے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ کو پہنچے (جو مخلص مسلمان تھے) تو باپ کے سامنے تلوار لے کر کھڑے ہو گئے۔ بولے جب تک اقرار نہ کر لیگا کہ رسُول اللہ عزّت والے ہیں اور تو ذلیل ہے۔ زندہ نہ چھوڑونگا اور نہ مدینہ میں گھسنے دونگا۔ آخر اقرار کرا کر چھوڑا۔ رضی اللہ عنہ۔ منافقین کی توبیخ و تقبیح کے بعد آگے مؤمنین کو چند ہدایات کی گئی ہیں یعنی تم دنیا میں پھنس کر اللہ کی طاعت اور آخرت کی یاد سے غافل نہ ہو جانا جس طرح یہ لوگ ہو گئے ہیں۔
ف۶ یعنی آدمی کے لئے بڑے خسارے اور ٹوٹے کی بات ہے کہ باقی کو چھوڑ کر فانی میں مشغول ہو اور اعلیٰ سے ہٹ کر ادنیٰ میں پھنس جائے مال و اولاد وہ ہی اچھی ہے جو اللہ کی یاد اور اُس کی عبادت سے غافل نہ کرے۔ اگر ان دھندوں میں پڑ کر خدا کی یاد سے غافل ہو گیا تو آخرت بھی کھوئی اور دنیا میں قلبی سکون و اطمینان نصیب نہ ہوا۔ "وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى"۔ ف۷ یہ شاید منافقوں کے قول "لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ الخ" کا جواب ہوا کہ خرچ کرنے میں خود تمہارا بھلا ہے جو کچھ صدقہ خیرات کرنا ہے جلدی کرو، ورنہ موت سر پر آپہنچے گی تو پچھتاؤ گے کہ ہم نے کیوں خدا کے راستہ میں خرچ نہ کیا۔ اس وقت (موت کے قریب) بخیل تمنا کریگا کہ اے پروردگار! چند روز اور میری موت کو ملتوی کر دیتے کہ میں خوب صدقہ خیرات کر کے اور نیک بنکر حاضر ہوتا۔ لیکن وہاں التوا کیسا؟ جس شخص کی جس قدر عمر لکھدی اور جو میعاد مقرر کر دی ہے، اُسکے پورا ہو جانے پر ایک لمحہ کی ڈھیل اور تاخیر نہیں ہو سکتی۔ (تنبیہ) ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ وہ اس تمنی کو قیامت کے دن پر حمل کرتے ہیں یعنی محشر میں یہ آرزو کریگا کہ کاش مجھے پھر دنیا کی طرف تھوڑی مدت کے لئے لوٹا دیا جائے تو خوب صدقہ کر کے اور نیک بن کر آؤں۔ ف۸ اُس کو یہ بھی خبر ہے کہ اگر بالفرض تمہاری موت ملتوی کر دیجائے یا محشر سے پھر دنیا کی طرف واپس کریں تب تم کیسے عمل کروگے۔ وہ سب کی اندرونی استعدادوں کو جانتا ہے اور سب کے ظاہری و باطنی اعمال سے پوری طرح خبردار ہے۔ اُسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کریگا۔ (تم سورۃ المنافقون وللہ الحمد والمنۃ)

سُوۡرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِيَ عَشۡرَةَ اٰيَةً وَّفِيۡهَا رُكُوۡعَانِ

سورۂ تغابن مدینہ میں نازل ہوئی اور اُس کی اٹھارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ۚ لَـهُ الۡمُلۡكُ وَلَـهُ الۡحَمۡدُ

پاکی بول رہا ہے اللہ کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اُسی کا راج ہے اور اُسی کو تعریف ہے ف۱

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ فَمِنۡكُمۡ كَافِرٌ وَّ

اور وہی ہر چیز کر سکتا ہے وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر کوئی تم میں منکر ہے اور

مِنۡكُمۡ مُّؤۡمِنٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ

کوئی تم میں ایماندار ف۲ اور اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے بنایا آسمانوں کو اور زمین کو

بِالۡحَـقِّ وَصَوَّرَكُمۡ فَاَحۡسَنَ صُوَرَكُمۡ ۚ وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ﴿۳﴾ يَعۡلَمُ مَا فِى

تدبیر سے اور صورت کھینچی تمہاری، پھر اچھی بنائی تمہاری صورت ف۳ اور اُسی کی طرف سب کو پھر جانا ہے، جانتا ہے جو کچھ ہے

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَيَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَمَا تُعۡلِنُوۡنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ

آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کھول کر کرتے ہو اور اللہ کو معلوم ہے

بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۴﴾ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ نَبَؤُا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ فَذَاقُوۡا

جیوں کی بات کیا پہنچی نہیں تم کو خبر اُن لوگوں کی جو منکر ہو چکے ہیں پہلے، پھر انہوں نے چکھی

وَبَالَ اَمۡرِهِمۡ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتۡ تَّاۡتِيۡهِمۡ

سزا اپنے کام کی اور اُن کو عذاب دردناک ہے ف۴ یہ اس لئے کہ لاتے تھے اُنکے پاس

رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَقَالُوۡۤا اَبَشَرٌ يَّهۡدُوۡنَنَا فَكَفَرُوۡا وَتَوَلَّوۡا وَّ

اُنکے رسول نشانیاں پھر کہتے کیا آدمی ہم کو راہ سمجھائینگے پھر منکر ہوئے اور منہ موڑ لیا ف۵ اور

اسۡتَغۡنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَمِيۡدٌ ﴿۶﴾ زَعَمَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنۡ لَّنۡ

اللہ نے بے پروائی کی اور اللہ بے پروا ہے سب تعریفوں والا ف۶ دعویٰ کرتے ہیں منکر کہ ہرگز انکو

ف۱ اور جس کسی کا راج دنیا میں دکھائی دیتا ہے وہ اُسی کا دیا ہوا اور جس کسی تعریف کی جاتی ہے وہ حقیقت میں اُسی کی تعریف ہے۔

ف۲ یعنی اُسی نے سب آدمیوں کو بنایا۔ چاہیئے تھا کہ سب اُس پر ایمان لاتے اور اُس منعم حقیقی کی اطاعت کرتے۔ مگر ہوا یہ کہ بعض منکر بنگئے اور بعض ایماندار۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے آدمی میں دونوں طرف جانے کی استعداد اور قوت رکھی تھی۔ مگر اوّلاً سب کو فطرت صحیحہ پر پیدا کیا تھا پھر کوئی اس فطرت پر قائم رہا اور کسی نے گرد و پیش کے حالات سے متاثر ہو کر اُس کے خلاف راہ اختیار کر لی اور ان دونوں کا علم اللہ کو ہمیشہ سے تھا کہ کون اپنے ارادہ اور اختیار سے کس طرف جائیگا۔ اور پھر اُسی کے موافق سزا یا انعام و اکرام کا مستحق ہوگا۔ یہ ہی چیز اپنے علم کے موافق اُس کی قسمت میں لکھ دی تھی کہ ایسا ہوگا۔ اللہ کا علم محیط اِس کو مستلزم نہیں کہ دنیا میں ارادہ و اختیار کی قوت باقی نہ رہے۔ یہ مسئلہ دقیق ہے اور ہم اس پر ایک مستقل مضمون لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ واللہ الموفق والمعین۔

ف۳ سب جانوروں سے انسان کی خلقت اچھی ہے۔ دیکھنے میں بھی خوبصورت، اور ملکات و قویٰ میں بھی تمام عالم سے ممتاز، بلکہ سب کا مجموعہ اور خلاصہ، اسی لئے صوفیہ اسے "عالم صغیر" کہتے ہیں۔

ف۴ یعنی تم سے پہلے بہت قومیں "عاد" و "ثمود" وغیرہ ہلاک کی گئیں اور آخرت کا عذاب الگ رہا۔ یہ خطاب اہل مکہ کو ہے۔

ف۵ یعنی کیا ہم ہی جیسے آدمی ہادی بنا کر بھیجے گئے۔ بھیجنا تھا تو آسمان سے کسی فرشتہ کو بھیجتے گویا اُن کے نزدیک بشریت اور رسالت میں منافات تھی۔ اسی لئے انہوں نے کفر اختیار کیا اور رسُولوں کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ (تنبیہ) اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ رسُول کو بشر کہنے والا کافر ہے انتہائی جہل و الحاد ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی یہ کہدے کہ آیت ان لوگوں کے کفر پر دلالت کر رہی ہے جو رُسل بنی آدم کے بشر ہونے کا انکار کریں، تو یہ دعویٰ پہلے دعوے سے زیادہ قوی ہوگا۔

ف۶ یعنی اللہ کو کیا پروا تھی۔ انہوں نے منہ موڑ لیا تو اللہ نے اُدھر سے نظرِ رحمت اُٹھالی۔

يُّبۡعَثُوۡا ؕ قُلۡ بَلٰى وَرَبِّىۡ لَتُبۡعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَـبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلۡتُمۡ ؕ وَذٰ لِكَ

کوئی نہ اُٹھائیگا ف۱ تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی تمکو بیشک اُٹھانا ہی پھر تم کو جتلانا ہے جو کچھ تم نے کیا اور یہ

عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ‏ ۷ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالنُّوۡرِ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلۡنَا ؕ

اللہ پر آسان ہے ف۲ سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسُول پر اور اُس نور پر جو ہم نے اُتارا ف۳

وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ‏ ۸ يَوۡمَ يَجۡمَعُكُمۡ لِيَوۡمِ الۡجَمۡعِ ذٰ لِكَ يَوۡمُ

اور اللہ کو تمہارے سب کام کی خبر ہے ف۴ جس دن تم کو اکٹھا کریگا جمع ہونے کے دن وہ دن ہے

التَّغَابُنِ ؕ وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ وَيَعۡمَلۡ صَالِحًا يُّكَفِّرۡ عَنۡهُ سَيِّاٰتِهٖ

ہار جیت کا ف۵ اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر اور کرے کام بھلا اتار دیگا اُس پر سے اُس کی بُرائیاں ف۶

وَيُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ

اور داخل کریگا اُس کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں ندیاں رہا کریں اُن میں ہمیشہ

ذٰ لِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ‏ ۹ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ

یہی ہے بڑی مراد ملنی ف۷ اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلائیں انہوں نے ہماری آیتیں وہ لوگ

اَصۡحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ۱۰ مَاۤ اَصَابَ مِنۡ

ہیں دوزخ والے رہا کریں اُسی میں اور بُری جگہ جا پہنچے نہیں پہنچتی کوئی

مُّصِيۡبَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ يَهۡدِ قَلۡبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

تکلیف بدون حکم اللہ کے اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر وہ راہ بتلائے اسکے دل کو ف۸ اور اللہ کو

شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ‏ ۱۱ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ

ہر چیز معلوم ہے ف۹ اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسُول کا پھر اگر تم مُنہ موڑو

فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ‏ ۱۲ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ

تو ہمارے رسُول کا تو یہی کام ہے پہنچا دینا کھول کر ف۱۰ اللہ اُسکے سوائے کسی کی بندگی نہیں اور اللہ پر

فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ‏ ۱۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ وَ

چاہیئے بھروسہ کریں ایمان والے ف۱۱ اے ایمان والو تمہاری بعض جورو ئیں اور

ع ۱۵

ف۱ رسالت کی طرح بعث بعد الموت کا بھی انکار ہے۔

ف۲ یعنی دوبارہ اٹھانا اور سب کا حساب کر دینا اللہ کو کیا مشکل ہے پوری طرح یقین رکھو کہ یہ ضرور ہو کر رہیگا۔ کسی کے انکار کرنے سے وہ آنے والی گھڑی ٹل نہیں سکتی۔ لہٰذا مناسب ہے کہ انکار چھوڑ کر اُس وقت کی فکر کرو۔

ف۳ یعنی قرآن کریم پر۔

ف۴ یعنی ایمان کے ساتھ عمل بھی ہونا چاہیئے۔

ف۵ یعنی اُس دن دوزخی ہارینگے اور جنتی جیتیں گے۔ ہارنا یہی کہ اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو بے موقع خرچ کر کے رأس المال بھی کھو بیٹھے اور جیتنا یہ کہ ایک ایک کے ہزاروں پائے آگے اسی کی کچھ تفصیل ہے۔

ف۶ یعنی جو تقصیرات ہوئی ہیں ایمان اور نیک کاموں کی برکت سے معاف کر دی جائینگی۔

ف۷ جو جنت میں پہنچ گیا سب مُرادیں مل گئیں۔ اللہ کی رضا اور دیدار کا مقام بھی وہ ہی ہے۔

ف۸ دنیا میں کوئی مصیبت اور سختی اللہ کی مشیت و ارادہ کے بدون نہیں پہنچتی۔ مومن کو جب اس بات کا یقین ہے تو اس پر غمگین اور بددل ہونے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ بہر صورت مالک حقیقی کے فیصلہ پر راضی رہنا چاہیئے اور یوں کہنا چاہیئے ؎

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اس طرح اللہ تعالیٰ مومن کے دل کو صبر و تسلیم کی راہ بتلا دیتا ہے جس کے بعد عرفان و ایقان کی عجیب و غریب راہیں کھلتی ہیں۔ اور باطنی ترقیات اور قلبی کیفیات کا دروازہ مفتوح ہوتا ہے۔

ف۹ یعنی جو تکلیف و مصیبت اس نے بھیجی عین علم و حکمت سے بھیجی۔ اور وہی جانتا ہے کہ کون تم میں سے واقعی صبر و استقامت اور تسلیم و رضا کی راہ پر چلا۔ اور کس کا دل کن احوال و کیفیات کا مورد بننے کے قابل ہے۔

ف۱۰ یعنی نرمی و سختی اور تکلیف و راحت، غرض ہر حالت میں اللہ و رسُول کا حکم مانو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو خود تمہارا ہی نقصان ہے رسول سب نیک و بد سمجھا کر اپنا فرض ادا کر چکا۔ اللہ کو تمہاری طاعت و معصیت سے کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

ف۱۱ یعنی معبود اور مستعان تنہا اُسی کی ذات ہے۔ نہ کسی اور کی بندگی نہ کوئی دوسرا بھروسہ کے لائق۔

اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا

اولاد ‏ دشمن ہیں تمہارے ف۱ سو اُن سے بچتے رہو ‏ اور اگر معاف کرو ‏ اور درگزرو ‏ اور بخشو

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ

تو ‏ اللہ ہے ‏ بخشنے والا مہربان ف۲ ‏ تمہارے مال ‏ اور تمہاری اولاد ‏ یہی ہیں جانچنے کو ‏ اور اللہ

عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا

جو ہے اُس کے پاس ہے ثواب بڑا ف۳ ‏ سو ڈرو ‏ اللہ سے ‏ جہاں تک ہو سکے ‏ اور سنو ‏ اور مانو ف۴

وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اور خرچ کرو ‏ اپنے بھلے کو ف۵ ‏ اور جس کو بچادیا ‏ اپنے جی کے لالچ سے ‏ سو وہ لوگ ‏ وہی

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ

مُراد کو پہنچے ف۶ ‏ اگر ‏ قرض دو ‏ اللہ کو ‏ اچھی طرح پر قرض دینا ‏ وہ دونا کردے ‏ تم کو ‏ اور تم کو بخشے ف۷

وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ ع ۲ / ۱۲

اور اللہ قدردان ہے ‏ تحمل والا ف۸ ‏ جاننے والا پوشیدہ ‏ اور ظاہر کا ‏ زبردست ‏ حکمت والا ف۹

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ طلاق ‏ مدینہ میں نازل ہوئی اور اُس کی بارہ آیتیں ‏ اور دو ‏ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان ‏ نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا

اے ‏ نبی ‏ جب تم طلاق دو ‏ عورتوں کو ‏ تو اُن کو طلاق دو ‏ اُن کی عدت پر ف۱۰ اور گنتے رہو

الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ

عدت کو ف۱۱ ‏ اور ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا ‏ مت نکالو اُن کو ‏ اُن کے گھروں سے ف۱۲ ‏ اور وہ بھی نہ نکلیں

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ

مگر ‏ جو کریں ‏ صریح ‏ بے حیائی ف۱۳ ‏ اور یہ حدیں ہیں باندھی ہوئی اللہ کی ‏ اور جو کوئی

ف۱ بہت مرتبہ آدمی بیوی بچوں کی محبت اور فکر میں پھنس کر اللہ کو اور اُس کے احکام کو بھلا دیتا ہے۔ ان تعلقات کے پیچھے کتنی برائیوں کا ارتکاب کرتا اور کتنی بھلائیوں سے محروم رہتا ہے۔ بیوی اور اولاد کی فرمائشیں اور رضا جوئی اُسے کسی وقت دم نہیں لینے دیتی۔ اس چکر میں پڑ کر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے جو اہل و عیال اتنے بڑے خسارے اور نقصان کا سبب بنیں وہ حقیقۃً اُس کے دوست نہیں کہلا سکتے بلکہ بدترین دشمن ہیں۔ جن کی دشمنی کا احساس بھی بسا اوقات انسان کو نہیں ہوتا۔ اسی لئے حق تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ ان دشمنوں سے ہشیار رہو اور ایسا رویہ اختیار کرنے سے بچو جس کا نتیجہ اُن کی دنیا سنوارنے کی خاطر اپنا دین برباد کرنے کے سوا کچھ نہ ہو لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں سب بیویاں اور ساری اولاد اسی قماش کی ہوتی ہے، بہت اللہ کی بندیاں ہیں جو اپنے شوہروں کے دین کی حفاظت کرتی اور نیک کاموں میں اُن کا ہاتھ بٹاتی ہیں، اور کتنی ہی سعادتمند اولاد ہے جو اپنے والدین کے لئے باقیات صالحات بنتی ہے "جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ بِفَضْلِهٖ وَمَنِّهٖ"

ف۲ یعنی اگر انہوں نے تمہارے ساتھ دشمنی کی اور تم کو دینی یا دنیوی نقصان پہنچ گیا تو اس کا اثر یہ نہ ہونا چاہئے کہ تم انتقام کے درپے ہو جاؤ۔ اور اُن پر نامناسب سختی شروع کر دو۔ ایسا کرنے سے دنیا کا انتظام درہم برہم ہو جائیگا۔ جہاں تک عقلاً و شرعاً گنجائش ہو اُن کی حماقتوں اور کوتاہیوں کو معاف کرو اور عفو و درگزر سے کام لو۔ ان مکارم اخلاق پر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہربانی کریگا اور تمہاری خطاؤں کو معاف فرمائیگا۔

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ مال و اولاد دے کر تم کو جانچتا ہے کہ کون ان فانی و زائل چیزوں میں پھنس کر آخرت کی باقی و دائم نعمتوں کو فراموش کرتا ہے اور کس نے ان سامانوں کو اپنی آخرت کا ذخیرہ بنایا ہے اور وہاں کے اجرِ عظیم کو یہاں کے حظوظ و مالوفات پر ترجیح دی ہے۔

ف۴ یعنی اللہ سے ڈر کر جہاں تک ہو سکے اس جانچ میں ثابت قدم رہو اور اس کی بات سنو اور مانو۔

ف۵ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تمہارا ہی بھلا ہوگا۔

ف۶ یعنی مُراد کو وہ ہی شخص پہنچتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اُس کے دل کے لالچ سے بچا دے۔ اور حرص و بخل سے محفوظ رکھے۔

ف۷ یعنی اللہ کی راہ میں اخلاص اور نیک نیتی سے طیب مال خرچ کرو تو اللہ اُس سے کہیں زیادہ دیگا اور تمہاری کوتاہیوں کو معاف فرمائیگا۔ اس طرح کا مضمون پہلے کئی جگہ گذر چکا ہے۔ وہیں ہم نے پوری تقریر کی ہے۔

ف۸ قدردانی کی بات یہ ہے کہ تھوڑے عمل پر بہت سا ثواب دیتا ہے، اور تحمل یہ کہ گناہ دیکھ کر فوراً عذاب نہیں بھیجتا۔ پھر بہت سے مجرموں کو بالکل معاف اور بہتیروں کی سزا میں تخفیف کرتا ہے۔

ف۹ یعنی اُسی کو ظاہری اعمال اور باطنی نیتوں کی خبر ہے اپنی زبردست قوت اور حکمت سے اُس کے مناسب بدلہ دیگا۔

تمت سورۃ التغابن وللہ الحمد والمنۃ

ف۱۰ نبی کو مخاطب بنا کر یہ ساری اُمت سے خطاب ہے یعنی جب کوئی شخص (کسی ضرورت اور مجبوری سے) اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو چاہئے کہ عدت پر طلاق دے۔ سورۂ "البقرہ" میں آچکا کہ مطلقہ کی عدت تین حیض ہیں (کما ہو مذہب الحنفیہ) لہٰذا حیض سے پہلے حالتِ طہر میں طلاق دینا چاہئے تا سارا حیض گنتی میں آئے اگر فرض کیجئے حالتِ حیض میں طلاق دیگا تو دو حال سے خالی نہیں۔ جس حیض میں طلاق دی ہے اُسکو عدت میں شمار کرینگے یا نہ کرینگے۔ پہلی صورت میں ایقاع طلاق سے پہلے جس قدر وقت حیض کا گذر چکا وہ عدت میں سے کم ہو جائیگا۔ اور پورے تین حیض عدت کے باقی رہینگے۔ اور دوسری صورت میں جب موجودہ حیض کے علاوہ تین حیض لینگے تو یہ حیض تین سے زائد ہوگا اس لئے مشروع طریقہ یہ ہے کہ طہر میں طلاق دی جائے۔ اور حدیث سے یہ قید بھی ثابت ہے کہ اُس طہر میں صحبت نہ کی ہو۔

ف۱۱ یعنی مرد و عورت دونوں کو چاہئے کہ عدت کو یاد رکھیں کہیں غفلت و سہو کی وجہ سے کوئی بے احتیاطی اور گڑبڑ نہ ہو جائے۔ نیز طلاق ایسی طرح دیں کہ ایام عدت کی گنتی میں کمی بیشی لازم نہ آئے۔ جیسا کہ اُوپر کے فائدہ میں بتلایا جا چکا ہے۔

ف۱۲ یعنی اللہ سے ڈر کر احکام شریعت کی پابندی رکھنی چاہئے جن میں سے ایک حکم یہ ہے کہ حالتِ حیض میں طلاق نہ دیجائے اور تین طلاقیں ایک دم نہ ڈالی جائیں اور مطلقہ عورت کو اُسکے رہنے کے گھر سے نہ نکالا جائے۔ وغیر ذلک۔

ف۱۳ یعنی عورتیں خود بھی اپنی مرضی سے نہ نکلیں۔ کیونکہ یہ سُکنیٰ محض حق العبد نہیں کہ اس کی رضا سے ساقط ہو جائے بلکہ حق الشرع ہے، ہاں کوئی کھلی بے حیائی کریں مثلاً بدکاری یا سرقہ کی مرتکب ہوں یا بقول بعض علماء زبان درازی کریں اور ہر وقت کا رنج و تکرار رکھتی ہوں تو نکالنا جائز ہے اور اگر بے وجہ نکلیں گی تو یہ خود صریح بے حیائی کا کام ہوگا۔

يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ

بڑھے اللہ کی حدوں سے تو اُس نے بُرا کیا اپنا ف۱ اُس کو خبر نہیں ف۲ شاید اللہ پیدا کر دے اس طلاق

بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝۱ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

کے بعد نئی صورت ف۳ پھر جب پہنچیں اپنے وعدہ کو تو رکھ لو اُن کو دستور کے موافق

اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا

یا چھوڑ دو اُن کو دستور کے موافق ف۴ اور گواہ کر لو دو معتبر اپنے میں کے ف۵ اور سیدھی ادا کرو

الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۥ

گواہی اللہ کے واسطے ف۶ یہ بات جو ہے اس سے سمجھ جائیگا جو کوئی یقین رکھتا ہوگا اللہ پر اور پچھلے دن پر ف۷

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ

اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے وہ کر دے اُس کا گذارہ ف۸ اور روزی دے اُس کو جہاں سے اُس کو خیال بھی نہ ہو ف۹

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ

اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ پر تو وہ اُس کو کافی ہے تحقیق اللہ پورا کر لیتا ہے اپنا کام اللہ نے رکھا ہے

اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝۳ وَالّٰۗـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ

ہر چیز کا اندازہ ف۱۰ اور جو عورتیں نا اُمید ہو گئیں حیض سے تمہاری عورتوں میں

اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰۗـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ

اگر تم کو شبہ رہ گیا تو اُن کی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی جن کو حیض نہیں آیا ف۱۱ اور جن کے

الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ

پیٹ میں بچہ ہے اُنکی عدت یہ کہ جن لیں پیٹ کا بچہ ف۱۲ اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے کر دے وہ اُسکے

مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝۴ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ

کام میں آسانی یہ حکم ہے اللہ کا جو اُتارا تمہاری طرف اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے

يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝۵ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ

اُتار دے اُس پر سے اُس کی بُرائیاں اور بڑا دے اُس کو ثواب ف۱۳ اُن کو گھر دو رہنے کے واسطے جہاں

ف۱ یعنی گنہگار ہو کر اللہ کے ہاں سزا کا مستوجب ہوا۔

ف۲ "لَا تَدْرِيْ" کا ترجمہ "اُس کو خبر نہیں" بصیغۂ غائب کیا ہے۔ تا معلوم ہو جائے کہ خطاب اُسی طلاق دینے والے کو ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں۔

ف۳ یعنی شاید پھر دونوں میں صلح ہو جائے اور طلاق پر ندامت ہو۔

ف۴ یعنی طلاق رجعی میں جب عدت ختم ہونے کو آئے تو تم کو دو باتوں میں ایک کا اختیار ہے۔ یا عدت ختم ہونے سے پہلے عورت کو دستور کے موافق رجعت کر کے اپنے نکاح میں رہنے دو یا عدت منقضی ہونے پر معقول طریقہ سے اُس کو جُدا کر دو مطلب یہ ہے کہ رکھنا ہو تب اور الگ کرنا ہو تب، ہر حالت میں آدمیت اور شرافت کا برتاؤ کرو۔ یہ بات مت کرو کہ رکھنا بھی مقصود نہ ہو اور خواہ مخواہ تطویل عدت کے لئے رجعت کر لیا کرو۔ یا رکھنے کی صورت میں اُسے ایذا پہنچاؤ اور طعن و تشنیع کرو۔

ف۵ یعنی طلاق دے کر عدت ختم ہونے سے پہلے اگر نکاح میں رکھنا چاہے تو رجعت پر دو گواہ کرے تا لوگوں میں متہم نہ ہو۔

ف۶ یہ گواہوں کو ہدایت ہے کہ شہادت کے وقت ٹیڑھی ترچھی بات نہ کریں، سچی اور سیدھی بات کہنی چاہیئے۔

ف۷ زمانۂ جاہلیت میں عورتوں پر بہت ظلم ہوتا تھا۔ انکو گائے بھینس یا نہایت ذلیل و مجبور قیدیوں کی طرح سمجھتے تھے بعض لوگ عورت کو سو سو مرتبہ طلاق دیتے تھے اور اُسکے بعد بھی اُسکی مصیبت کا خاتمہ نہ ہوتا تھا قرآن نے جا بجا ان وحشیانہ مظالم اور بیرحمیوں کے خلاف آواز بلند کی۔ اور نکاح و طلاق کے حقوق و حدود پر نہایت صاف روشنی ڈالی۔ بالخصوص اس سورت میں منجملہ دوسری حکیمانہ ہدایات و نصائح کے ایک نہایت ہی جامع مانع اور ہمہ گیر اصول "فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ" بیان فرمایا جس کا حاصل یہ ہے کہ اُن کو رکھو تو معقول طریقہ سے رکھو۔ اور چھوڑو تب بھی معقول طریقہ سے چھوڑو لیکن ان زریں نصیحتوں سے منتفع وہ ہی شخص ہو سکتا ہے جس کو خدا اور یوم آخرت پر یقین ہو۔ کیونکہ یہ ہی یقین انسان کے دل میں اللہ کا ڈر پیدا کرتا ہے۔ اور اسی ڈر سے آدمی کو یہ خیال ہوتا ہے کہ جس طرح ایک کمزور عورت بخت و اتفاق سے ہمارے قبضہ و اقتدار میں آگئی ہے، ہم سب بھی کسی قہار ہستی کے قبضہ و اقتدار میں ہیں۔ یہ ہی ایک خیال ہے جو آدمی کو ہر حالت میں ظلم و تعدی سے روک سکتا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر اُبھارتا ہے۔ اسی لیے سورۂ ہذا میں خصوصی طور پر اتقاء (پرہیزگاری اور خدا کے خوف) پر بہت زور دیا گیا ہے۔

ف۸ یعنی اللہ سے ڈر کر اُس کے احکام کی بہر حال تعمیل کرو۔ خواہ کتنی ہی مشکلات و شدائد کا سامنا کرنا پڑے۔ حق تعالیٰ تمام مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دیگا۔ اور سختیوں میں بھی گزارہ کا سامان کر دیگا۔

ف۹ اللہ کا ڈر دارین کے خزانوں کی کنجی اور تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے، اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں، بے قیاس و گمان روزی ملتی ہے گناہ معاف ہوتے ہیں، جنت ہاتھ آتی ہے اجر بڑھتا ہے اور ایک عجیب قلبی سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ جس کے بعد کوئی سختی سختی نہیں رہتی، اور تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کافور ہو جاتی ہیں ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا کے لوگ اس آیت کو پکڑ لیں تو اُن کو کافی ہو جائے۔

ف۱۰ یعنی اللہ پر بھروسہ رکھو محض اسباب پر تکیہ مت کرو۔ اللہ کی قدرت ان اسباب کی پابند نہیں۔ جو کام اُسے کرنا ہو، وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ اسباب بھی اُسی کی مشیت کے تابع ہیں۔ ہاں ہر چیز کا اس کے ہاں ایک اندازہ ہے۔ اُسی کے موافق وہ ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اس لئے اگر کسی چیز کے حاصل ہونے میں دیر ہو تو متوکل کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔

ف۱۱ یعنی مطلقہ کی عدت قرآن نے تین حیض بتلائی (کما فی سورۃ البقرۃ) اگر شبہ رہا ہو کہ جس کو حیض نہیں آیا یا بڑی عمر کے سبب موقوف ہوا، اُس کی عدت کیا ہوگی تو بتلا دیا کہ تین مہینے ہیں۔

ف۱۲ جمہور کے نزدیک حامل کی عدت وضع حمل تک ہے خواہ ایک منٹ کے بعد ہو جائے یا کتنی ہی طویل مدت کے بعد ہو۔ اس میں مطلقہ اور متوفی عنہا زوجہا دونوں کا ایک حکم ہے۔ کما ہو مصرح فی الاحادیث۔

ف۱۳ جملہ جملہ کے بعد اتقاء۔ اور اللہ کے ڈر کا مضمون مختلف پیرایوں میں دہرایا گیا ہے تا پڑھنے والا بار بار متنبہ ہو کہ عورتوں کے معاملات میں اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن

تم آپ رہو اپنے مقدور کے موافق ف۱ اور ایذا دینا نہ چاہو اُن کو تاکہ تنگ پکڑو اُن کو ف۲ اور اگر

كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ

رکھتی ہوں پیٹ میں بچہ تو اُن پر خرچ کرو جب تک جنیں پیٹ کا بچہ ف۳ پھر اگر

أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَ

وہ دُودھ پلائیں تمہاری خاطر، تو دو اُن کو اُن کا بدلہ اور سکھاؤ آپس میں نیکی ف۴ اور

إِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ﴿٦﴾ لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ

اگر ضد کرو آپس میں تو دُودھ پلائیگی اُسکی خاطر اور کوئی عورت ف۵ چاہیے خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے موافق

وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ

اور جس کو نپی تُلی ملتی ہے اُس کی روزی تو خرچ کرے جیسا کہ دیا ہے اُس کو اللہ نے اللہ کسی پر تکلیف

نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ وَكَأَيِّن مِّن

نہیں رکھتا، مگر اُسی قدر جو اُسکو دیا اب کر دیگا اللہ سختی کے پیچھے کچھ آسانی ف۶ اور کتنی

ع ۱۷

قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا

بستیاں کہ نکل چکیں حکم سے اپنے رب کے اور اُسکے رسُولوں کے، پھر ہم نے حساب میں پکڑا اُنکو سخت حساب میں

وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨﴾ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ

اور آفت ڈالی اُن پر بن دیکھی آفت ف۷ پھر چکھی اُنہوں نے سزا اپنے کام کی اور آخر کو اُن کے کام میں

أَمْرِهَا خُسْرًا ﴿٩﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي

ٹوٹا آگیا ف۸ تیار رکھا ہے اللہ نے واسطے اُن کے سخت عذاب ف۹ سو ڈرتے رہو اللہ سے اے

الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ قَدْ أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿١٠﴾ رَّسُولًا يَتْلُو

عقل والو جن کو یقین ہے ف۱۰ بیشک اللہ نے اُتاری ہے تم پر نصیحت ف۱۱ رسُول ہے جو پڑھکر سناتا،

عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

تم کو اللہ کی آیتیں کھول کر سُنانے والی ف۱۲ تاکہ نکالے اُن لوگوں کو جو کہ یقین لائے اور کئے بھلے کام

ف۱ مرد کے ذمہ ضروری ہے کہ مطلقہ کو عدت تک رہنے کے لئے مکان دے (اسکو سکنیٰ کہتے ہیں) اور جب سکنیٰ واجب ہے تو نفقہ بھی اُسکے ذمہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ عورت اتنے دنوں تک اُسی کی وجہ سے مکان میں مقید و محبوس رہیگی۔ قرآن کریم کے الفاظ "مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ" میں بھی اسکی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ اسکو اپنے مقدور اور حیثیت کے موافق اپنے گھر میں رکھو۔ ظاہر ہے کہ مقدور کے موافق رکھنا اسکو بھی متضمن ہے کہ اُسکے کھانے کپڑے کا مناسب بندوبست کرے۔ چنانچہ مصحف ابن مسعودؓ میں یہ آیت اس طرح تھی۔ "أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم وَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ مِن وُجْدِكُمْ" حنفیہ کے نزدیک یہ حکم سکنیٰ اور نفقہ کا ہر قسم کی مطلقہ کو عام ہے۔ رجعیہ کی قید نہیں کیونکہ پہلے سے جو بیان چلا آتا ہے مثلاً آئسہ، صغیرہ، اور حاملہ کی عدت کا مسئلہ اُس میں کوئی تخصیص نہیں تھی۔ پھر اس میں بلا وجہ کیوں تخصیص کی جائے۔ رہی فاطمہ بنت قیس کی حدیث جس میں وہ کہتی ہیں کہ میرے زوج نے تین طلاقیں دے دی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکنیٰ اور نفقہ نہیں دلایا۔ اوّل تو اس حدیث میں فاروق اعظمؓ، عائشہ صدیقہؓ اور دوسرے صحابہؓ و تابعین نے انکار فرمایا۔ بلکہ فاروق اعظم نے یہاں تک کہہ دیا کہ ہم ایک عورت کے کہنے سے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم کو معلوم نہیں کہ وہ عورت بھول گئی یا اُس نے یاد رکھا۔ معلوم ہوا کہ فاروق اعظم کتاب اللہ سے یہی سمجھے ہوئے تھے کہ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ و سکنیٰ واجب ہے اور اس کی تائید میں رسُول اللہ کی کوئی سُنّت بھی اُن کے پاس موجود تھی۔ چنانچہ طحاوی وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں جن میں حضرت عمرؓ نے تصریحاً بیان کیا ہے کہ یہ مسئلہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ اور دارقطنی میں جابرؓ کی ایک حدیث بھی اس بارہ میں صریح ہے۔ گو اُسکے بعد رواۃ میں اور رفع و وقف میں کلام کیا گیا ہے۔ دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ حضورؐ نے فاطمہ بنت قیس کے لئے سکنیٰ اس لئے تجویز نہ کیا ہو کہ یہ اپنے سُسرال والوں سے زبان درازی اور سخت کلامی کرتی تھی جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔ لہٰذا آپ نے حکم دیدیا کہ اُنکے گھر سے چلی جائے۔ پھر جب سکنیٰ نہ رہا تو نفقہ بھی ساقط ہو گیا۔ جیسے ناشزہ کا (جو شوہر کی نافرمانی کر کے گھر سے نکل جائے) نفقہ ساقط ہو جاتا ہے، تاوقتیکہ گھر واپس نہ آئے (نبّہ علیہ ابوبکر الرازیؒ فی احکام القرآن) نیز جامع ترمذی وغیرہ کی بعض روایات میں ہے کہ اُسکو کھانے پینے کے لئے غلہ دیا گیا تھا اُس نے اُس مقدار سے زائد کا مطالبہ کیا جو منظور نہ ہوا۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ حضورؐ نے اُس سے زائد نفقہ تجویز نہیں فرمایا جو مرد کی طرف سے دیا جا رہا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ہاں یہ یاد رہے کہ نسائی، طبرانی، اور مسند احمدؒ کی بعض روایات میں فاطمہ بنت قیس نے حضورؐ کا صریح ارشاد نقل کیا ہے کہ سکنیٰ اور نفقہ صرف اُس مطلقہ کے لئے ہے جس سے رجعت کا امکان ہو۔ ان روایات کی سندیں زیادہ قوی نہیں۔ زیلعی نے تخریج ہدایہ میں اس پر بحث کی ہے فلیراجع۔

ف۲ یعنی ستاؤ نہیں۔ کہ وہ تنگ آکر نکلنے پر مجبور ہو جائیں۔

ف۳ حمل کی مدّت کبھی بہت طویل ہو جاتی ہے اس کو خصوصیت سے بتلا دیا کہ خواہ کتنی ہی طویل ہو وضع حمل تک اس کو نفقہ دینا ہوگا یہ نہیں کہ مثلاً تین مہینے نفقہ دے کر بند کر لو۔

ف۴ یعنی وضع حمل کے بعد اگر عورت تمہاری خاطر بچّہ کو دُودھ پلائے تو جو اُجرت کسی دوسری انّا کو دیتے وہ اس کو دیجائے۔ اور معقول طریقہ سے دستور کے موافق باہم مشورہ کر کے قرارداد کر لیں خواہ مخواہ ضد اور کجروی اختیار نہ کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کا برتاؤ رکھیں نہ عورت دُودھ پلانے سے انکار کرے نہ مرد اس کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے پلوائے۔

ف۵ یعنی اگر آپس کی ضد اور تکرار سے عورت دُودھ پلانے پر راضی نہ ہو تو کچھ اُس پر موقوف نہیں کوئی دوسری عورت دُودھ پلانیوالی مل جائیگی۔ اس کو اتنا گھمنڈ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اگر مرد خواہ مخواہ بچّہ کو اسکی ماں سے دُودھ پلوانا نہیں چاہتا تو بہر حال کوئی دوسری عورت دُودھ پلانے کو آئیگی آخر اسکو بھی کچھ دینا پڑیگا۔ پھر وہ بچّہ کی ماں ہی کو کیوں نہ دے۔

ف۶ یعنی بچّہ کی تربیت کا خرچ باپ پر ہے۔ وسعت والے کو اپنی وسعت کے موافق اور کم حیثیت کو اپنی حیثیت کے مناسب خرچ کرنا چاہیئے۔ اگر کسی شخص کو زیادہ فراخی نصیب نہ ہو محض نپی تُلی روزی اللہ نے دی ہو، وہ اُسی میں سے اپنی گنجائش کے موافق خرچ کیا کرے۔ اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جب تنگی کی حالت میں اُسکے حکم کے موافق خرچ کروگے، وہ تنگی اور سختی کو فراخی اور آسانی سے بدل دیگا۔

ف۷ یعنی احکام شریعت کی (خصوصاً عورتوں کے بارے میں) پوری پابندی رکھو۔ اگر نافرمانی کروگے تو یاد رہے کہ کتنی ہی بستیاں اللہ و رسُول کی نافرمانی کی پاداش میں تباہ کی جا چکی ہیں جس وقت وہ لوگ تکبّر کر کے حد سے نکل گئے ہم نے اُن کا جائزہ لیا اور سختی سے لیا کہ ایک عمل کو بھی معاف نہیں کیا۔ پھر اُنکو ایسی نرالی آفت میں پھنسایا جو آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

ف۸ یعنی عمر بھر جو سودا کیا تھا آخر اُس میں سخت خسارہ اُٹھایا اور جو پونجی تھی سب کھو کر رہے۔

ف۹ پہلے دنیوی عذاب کا ذکر تھا۔ یہ اُخروی عذاب بیان ہوا۔

ف۱۰ یعنی یہ عبرتناک واقعات سُنکر عقلمند ایمانداروں کو ڈرتے رہنا چاہیئے کہیں ہم سے ایسی بے اعتدالی نہ ہو جائے کہ خدا کی پکڑ میں آجائیں۔ العیاذ باللہ۔

ف۱۱ یعنی قرآن، یا "ذکر" بمعنی "ذاکر" ہو تو خود رسُول مُراد ہونگے۔

ف۱۲ یعنی صاف آیتیں جن میں اللہ کے احکام کھول کھول کر سنائے گئے ہیں۔

ف۱ یعنی کفر وجہل کے اندھیروں سے نکال کر ایمان اور علم وعمل کے اجالے میں لے آئے۔ ف۲ جنت سے زیادہ بہتر روزی کہاں ملیگی۔ ف۳ یعنی زمینیں بھی سات پیدا کیں، جیسا کہ ترمذی وغیرہ کی احادیث میں ہے۔ اُن میں احتمال ہے کہ نظر نہ آتی ہوں، اور احتمال ہے کہ نظر آتی ہوں مگر لوگ اُن کو کواکب سمجھتے ہوں۔ جیسا کہ مریخ وغیرہ کی نسبت آجکل حکماء یورپ کا گمان ہے کہ اُس میں پہاڑ دریا اور آبادیاں ہیں۔ باقی حدیث میں جو اُن زمینوں کا اس زمین کے تحت میں ہونا وارد ہے وہ شاید باعتبار بعض حالات کے ہو۔ اور بعض حالات میں وہ زمینیں اس سے فوق ہو جاتی ہوں۔ رہا ابن عباسؓ کا وہ اثر جس میں "اٰدمُ کاٰدمِکُم" وغیرہ آیا ہے، اُس کی شرح کا یہ موقع نہیں۔ "روح المعانی" میں اس پر بقدر کفایت کلام کیا ہے۔ اور حضرت مولانا محمد قاسمؒ کے بعض رسائل میں اُس کے بعض اطراف وجوانب کو بہت خوبی سے صاف کر دیا گیا ہے۔ ف۴ یعنی عالم کے انتظام وتدبیر کے لئے اللہ کے احکام تکوینیہ وتشریعیہ آسمانوں اور زمینوں کے اندر اُترتے رہتے ہیں۔ ف۵ یعنی آسمان وزمین کے پیدا کرنے اور اُن میں انتظامی احکام جاری کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات علم وقدرت کا اظہار ہو (نبہ علیہ ابن قیمؒ فی بدائع الفوائد) بقیہ صفات اِن ہی دو صفتوں سے کسی نہ کسی طرح تعلق رکھتی ہیں۔ صوفیہ کے ہاں جو ایک حدیث نقل کرتے ہیں "کُنتُ کنزًا مَخفِیًّا فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ" گو محدثین کے نزدیک صحیح نہیں مگر اُس کا مضمون شاید اس آیت کے مضمون سے ماخوذ ومستفاد ہو واللہ اعلم۔ تم سورۃ الطلاق وللہ الحمد والمنۃ۔

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا

اندھیروں سے اُجالے میں ف۱ اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر اور کرے کچھ بھلائی

يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

اُس کو داخل کرے باغوں میں نیچے بہتی ہیں جن کے نہریں سدا رہیں اُن میں ہمیشہ

قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ

البتہ خوب دی اللہ نے اُس کو روزی ف۲ اللہ وہ ہے جس نے بنائے سات آسمان اور

مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى

زمین بھی اتنی ہی ف۳ اُترتا ہے اُس کا حکم اُن کے اندر ف۴ تاکہ تم جانو کہ اللہ ہر

كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾

چیز کر سکتا ہے اور اللہ کے علم میں سمائی ہے ہر چیز کی ف۵

ع ۲ ۱۸

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِىَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ تحریم مدینہ میں نازل ہوئی شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے اور اسکی بارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِىْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ

ف۶ اے نبی تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر چاہتا ہے تو رضامندی اپنی عورتوں کی ف۷

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱﴾ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ

اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ف۸ مقرر کر دیا ہے اللہ نے تمہارے لئے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا

وَاللّٰهُ مَوْلٰٮكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِىُّ اِلٰى بَعْضِ

اور اللہ مالک ہے تمہارا اور وہی ہے سب کچھ جانتا حکمت والا ف۹ اور جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی

اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ

عورت سے ایک بات پھر جب اُس نے خبر کر دی اُسکی اور اللہ نے جتلا دی نبی کو وہ بات تو جتلائی نبی نے

بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ

اُس میں سے کچھ اور ٹلا دی کچھ پھر جب وہ جتلائی عورت کو بولی تجھ کو کس نے بتلا دی

ف۶ سورۂ "احزاب" کے فوائد میں گزر چکا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات عنایت فرمائیں اور لوگ آسودہ ہو گئے تو ازواج مطہرات کو بھی خیال آیا کہ ہم کیوں آسودہ نہ ہوں۔ اس سلسلہ میں اُنہوں نے مل کر حضورؐ سے زیادہ نفقہ کا مطالبہ شروع کیا۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے "وھُن حولی یطلبننی النفقۃ۔" اور بخاری کے ابواب المناقب میں ہے "وحولہ نسوۃ یکلمنہ ویستکثرنہ" اس پر ابوبکرؓ نے عائشہؓ کو اور عمرؓ نے حفصہؓ کو ڈانٹ بتلائی۔ آخر ازواج نے وعدہ کیا کہ آئندہ ہم آپ سے اُس چیز کا مطالبہ نہیں کرینگے جو آپ کے پاس نہیں ہے پھر بھی رفتار واقعات کی ایسی رہی جس سے آپ کو ایک ماہ کے لئے ازواج سے "ایلاء" کرنا پڑا۔ تا آنکہ آیۂ تخییر نے جو "احزاب" میں ہے نازل ہو کر اس قصّہ کا خاتمہ کر دیا۔ اس درمیان میں کچھ واقعات اور بھی پیش آئے جس سے حضورؐ کی طبع مبارک پر گرانی ہوئی۔ اصل یہ ہے کہ ازواج مطہرات کو جو محبت اور تعلق حضورؐ کے ساتھ تھا اُس نے قدرتی طور پر آپس میں ایک طرح کی کشمکش پیدا کر دی تھی۔ ہر ایک زوجہ کی تمنا اور کوشش تھی کہ وہ زائد از زائد حضورؐ کی توجہات کا مرکز بن کر دارین کی برکات وفیوض سے متمتع ہو۔ مرد کے لئے یہ موقع تحمل وتدبر اور خوش اخلاقی کے امتحان کا نازک ترین موقع ہوتا ہے۔ مگر اس نازک موقع پر بھی حضورؐ کی ثابت قدمی ویسی ہی غیر متزلزل ثابت ہوئی جس کی توقع سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت سے ہو سکتی تھی۔ آپؐ کی عادت تھی کہ عصر کے بعد سب ازواج کے ہاں تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے جاتے۔ ایک روز حضرت زینبؓ کے ہاں کچھ دیر لگی معلوم ہوا کہ اُنہوں نے شہد پیش کیا تھا اُس کے نوش فرمانے میں وقفہ ہوا پھر کئی روز یہ معمول رہا۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے مل کر تدبیر کی کہ آپ وہاں شہد پینا چھوڑ دیں۔ آپؐ نے چھوڑ دیا اور حفصہؓ سے فرمایا کہ میں نے زینبؓ کے ہاں شہد پیا تھا مگر اب قسم کھاتا ہوں کہ پھر نہیں پیونگا۔ نیز یہ خیال فرما کر کہ زینب کو اسکی اطلاع ہوگی تو خواہ مخواہ دلگیر ہونگی۔ حفصہ کو منع کر دیا کہ اسکی اطلاع کسی کو نہ کرنا۔ اسی طرح کا ایک قصّہ ماریہ قبطیہ کے متعلق (جو آپکے حرم سے تھی جن کے بطن سے صاحبزادے ابراہیم تولد ہوئے) پیش آیا، اُس میں آپنے ازواج کی خاطر قسم کھالی کہ ماریہ کے پاس نہ جاؤنگا۔ یہ بات آپنے حضرت حفصہؓ کے سامنے کہی تھی اور تاکید کر دی تھی کہ دوسروں کے سامنے اظہار نہ ہو۔ حضرت حفصہؓ نے ان واقعات کی اطلاع چپکے سے حضرت عائشہ کو کر دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ اور کسی سے نہ کہنا۔ حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے مطلع فرما دیا آپنے حفصہ کو جتلایا کہ تم نے فلاں بات کی اطلاع عائشہ کو کر دی حالانکہ منع کر دیا تھا۔ وہ متعجب ہو کر کہنے لگیں کہ آپ سے کس نے کہا؟ شاید عائشہؓ کی طرف خیال گیا ہوگا۔ حضورؐ نے فرمایا "نبّأنی العلیم الخبیر" یعنی حق تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی۔ ان ہی واقعات کے سلسلہ میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

ف۷ حلال کو اپنے اُوپر حرام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کو عقیدۃً حلال ومباح سمجھتے ہوئے عہد کر لیا تھا کہ آئندہ اسکو استعمال نہ کرونگا۔ ایسا کرنا اگر کسی مصلحت صحیحہ کی بنا پر ہو تو شرعاً جائز ہے مگر حضورؐ کی شانِ رفیع کے مناسب نہ تھا کہ بعض ازواج کی خوشنودی کے لئے اس طرح کا اسوہ قائم کریں جو آئندہ اُمّت کے حق میں تنگی کا موجب ہو۔ اس لئے حق تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ ازواج کے ساتھ بیشک خوش اخلاقی برتنے کی ضرورت ہے مگر اس حد تک ضرورت نہیں کہ اُنکی وجہ سے ایک حلال چیز کو اپنے اُوپر حرام کر کے تکلیف اُٹھائیں۔ ف۸ کہ گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔ اور آپ سے تو کوئی گناہ بھی نہیں ہوا محض اپنے درجہ میں ایک خلاف اولیٰ بات ہوئی۔ ف۹ یعنی اُس مالک نے اپنے علم وحکمت سے تمہارے لئے مناسب احکام وہدایات بھیجے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نامناسب چیز پر قسم کھالے تو کفارہ دیکر (جس کا ذکر سورۂ "مائدہ" میں آچکا) اپنی قسم کھول سکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اب جو کوئی اپنے مال کو کہے یہ مجھ پر حرام ہے تو قسم ہو گئی۔ کفارہ دے، تو اسکو کام میں لائے،

هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ۞ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ
یہ کہا مجھ کو بتایا اُس خبر والے واقف نے ف۱ اگر تم دونوں توبہ کرتی ہو تو

صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ
جھک پڑے ہیں دل تمہارے ف۲ اور اگر تم دونوں چڑھائی کروگی اُس پر تو اللہ ہے اُس کا رفیق اور

جِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۞
جبرئیل اور نیک بخت ایمان والے اور فرشتے اس کے پیچھے مددگار ہیں ف۳

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ
اگر نبی چھوڑدے تم سب کو ابھی اُس کا رب بدلے میں دے دے اُس کو عورتیں تم سے بہتر

مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىِٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ
حکمبردار یقین رکھنے والیاں نماز میں کھڑی ہونیوالیاں توبہ کرنیوالیاں بندگی بجالانیوالیاں روزہ رکھنے والیاں بیاہیاں

اَبْكَارًا ۞ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا
اور کنواریاں ف۴ اے ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے جس کی

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ
چھپٹیاں ہیں آدمی اور پتھر ف۵ اُس پر مقرر ہیں فرشتے تند خُو زبردست ف۶ نافرمانی نہیں کرتے

اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۞ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
اللہ کی جو بات فرمائے اُن کو اور وہی کام کرتے ہیں جو اُن کو حکم ہو ف۷ اے مُنکر ہونے والو

لَا تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞ یٰۤاَیُّهَا
مت بہانے بتلاؤ آج کے دن وہی بدلہ پاؤ گے جو تم کرتے تھے ف۸ اے

ع ۱۹

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ
ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ ف۹ اُمید ہے تمہارا رب اتار دے

یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَیُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
تم پر سے تمہاری برائیاں اور داخل کرے تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں

ف۱ شروع سورت میں ہم شہد کا اور ماریہ قبطیہ کا قصّہ لکھ چکے ہیں۔ اس آیت میں بتلا دیا کہ بندے ایک بات کو چھپانے کی کتنی ہی کوشش کریں، اللہ جب ظاہر کرنا چاہے تو ہرگز مخفی نہیں رہ سکتی نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسنِ معاشرت اور وسعتِ اخلاق کا اس سے ثبوت ملتا ہے کہ آپ خلافِ طبع کارروائیوں پر کس قدر تساہل اور اغماض برتتے اور کس طرح ازراہ عفو و کرم بعض باتوں کو ٹلا جاتے تھے۔ گویا شکایت کے موقع پر بھی پورا الزام نہ دیتے تھے۔ "موضح القرآن" میں ہے کہ بعض کہتے ہیں۔ "اُس حرم (ماریہ قبطیہ) کا موقوف کرنا آپ نے حضرت حفصہؓ سے کہا اور کسی کو خبر کرنے سے منع کیا۔ اور اُس کے ساتھ کچھ اور بات بھی کہی تھی انہوں نے حضرت عائشہ کو سب خبر کردی۔ کیونکہ دونوں باتوں میں دونوں کا مطلب تھا۔ پھر وحی سے معلوم کرکے حضرتؐ نے بی بی حفصہ کو حرم کی بات کا الزام دیا اور دوسری بات ذکر میں نہ لائے۔ وہ دوسری بات کیا تھی؟ شاید یہ تھی کہ تیرا باپ عائشہ کے باپ کے بعد خلیفہ ہوگا۔ الغیب عند اللہ۔ جو بات اللہ اور رسُول نے ٹلا دی ہم کیا جانیں۔ اسی واسطے ٹلا دی کہ بے ضرورت چرچا نہ ہو۔ تا اور لوگ بُرا نہ مانیں"۔ یہ مضمون خلافت کا بعض ضعیف روایات میں آیا ہے جسے بعض علماء شیعہ نے بھی تسلیم کیا

ف۲ یہ عائشہ و حفصہ کو خطاب ہے کہ اگر تم توبہ کرتی ہو تو بیشک توبہ کا موقع ہے کیونکہ تمہارے دل جادۂ اعتدال سے ہٹ کر ایک طرف کو جھک گئے ہیں۔ لہٰذا آئندہ ایسی بے اعتدالیوں سے پرہیز رکھا جائے۔

ف۳ زوجین کے خانگی معاملات بعض اوقات ابتداءً بہت معمولی اور حقیر نظر آتے ہیں لیکن اگر ذرا باگ ڈھیلی چھوڑ دی جائے تو آخرکار نہایت خطرناک اور تباہ کن صورت اختیار کرلیتے ہیں۔ خصوصًا عورت اگر کسی اُونچے گھرانے سے تعلق رکھتی ہو تو اُس کو طبعًا اپنے باپ بھائی اور خاندان پر بھی گھمنڈ ہو سکتا ہے۔ اس لئے متنبہ فرما دیا کہ دیکھو اگر تم دونوں اسی طرح کی کارروائیاں اور مظاہرے کرتی رہیں تو یاد رکھو ان سے پیغمبر کو کچھ ضرر نہیں پہنچیگا کیونکہ اللہ اور فرشتے اور نیک بخت ایماندار درجہ بدرجہ جس کے رفیق و مددگار ہوں اُس کے سامنے کوئی انسانی تدبیر کامیاب نہیں ہو سکتی ہاں تم کو نقصان پہنچ جانے کا امکان ہے۔ (تنبیہ) بعض سلف نے "صالح المؤمنین" کی تفسیر میں ابوبکرؓ و عمرؓ کا نام لیا ہے۔ شاید یہ عائشہ اور حفصہ کی مناسبت سے ہوگا۔ واللہ اعلم۔

ف۴ یعنی یہ وسوسہ دل میں نہ لانا کہ آخر تو مرد کو بیبیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم سے بہتر عورتیں کہاں ہیں اس لئے ناگزیر ہماری سب باتیں سہی جائینگی۔ یاد رکھو اللہ چاہے تو تم سے بھی بہتر بیبیاں اپنے نبی کے لئے پیدا کردے۔ اس کے ہاں کس چیز کی کمی ہے۔ (تنبیہ) ثیبات (بیواؤں) کا ذکر شاید اس لئے کیا کہ بعض حیثیات سے آدمی اُن کو ابکار پر ترجیح دیتا ہے۔

ف۵ ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر لائے سمجھا کر، ڈرا کر، پیار سے، مار سے، جس طرح ہو سکے دیندار بنانے کی کوشش کرے۔ اس پر بھی اگر وہ راہِ راست پر نہ آئیں تو اُن کی کمبختی، یہ بے قصور ہے۔ "وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ" کی تفسیر پارۂ "الٓمّٓ" کے شروع میں گذر چکی۔

ف۶ یعنی مجرموں کو نہ رحم کھا کر چھوڑیں نہ اُن کی زبردست گرفت سے کوئی چھوٹ کر بھاگ سکے۔

ف۷ یعنی نہ حکم الٰہی کی خلاف ورزی کرتے ہیں نہ اُسکے احکام بجالانے میں سُستی اور دیر ہوتی ہے نہ امتثالِ حکم سے عاجز ہیں۔

ف۸ یعنی قیامت کے دن جب جہنم کا عذاب سامنے ہوگا، اُس وقت منکروں سے کہا جائیگا کہ حیلے بہانے مت بتلاؤ۔ آج کوئی بہانہ چلنے والا نہیں بلکہ جو کچھ کرتے تھے اُس کی پوری پوری سزا بھگتنے کا دن ہے۔ ہماری طرف سے کوئی ظلم زیادتی نہیں۔ تمہارے ہی اعمال ہیں جو عذاب کی صورت میں نظر آرہے ہیں۔

ف۹ صاف دل کی توبہ یہ کہ دل میں پھر اُس گناہ کا خیال نہ رہے۔ اگر توبہ کے بعد اُن ہی خرافات کا خیال پھر آیا تو سمجھو کہ توبہ میں کچھ کسر رہ گئی ہے۔ اور گناہ کی جڑ دل سے نہیں نکلی"۔ رزقنا اللہ منہا حظاً وافراً بفضلہ وعونہ وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر۔

ف۱ یعنی نبی کا تو کہنا کیا۔ اُس کے ساتھیوں کو بھی ذلیل نہ کریگا۔ بلکہ نہایت اعزاز و اکرام سے فضل و شرف کے بلند مناصب پر سرفراز فرمائیگا۔ ف۲ اس کا بیان سورۂ "حدید" میں ہوچکا۔ ف۳ یعنی ہماری روشنی آخر تک قائم رکھیے، بجھنے نہ دیجیے۔ جیسے منافقین کی نسبت سورۂ "حدید" میں بیان ہوچکا کہ روشنی بجھ جائیگی اور اندھیرے میں کھڑے رہ جائینگے مفسرین نے عمومًا یہی لکھا ہے لیکن حضرت شاہ صاحبؒ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا کی مُراد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "روشنی ایمان کی دل میں ہے، دل سے بڑھے تو سارے بدن میں، پھر گوشت پوست میں (سرایت کرے)"

يَوۡمَ لَا يُخۡزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ‌ۚ نُوۡرُهُمۡ يَسۡعٰى بَيۡنَ

جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کریگا نبی کو اور اُن لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اسکے ساتھ ف۱ اُن کی روشنی دوڑتی ہے

اَيۡدِيۡهِمۡ وَبِاَيۡمَانِهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا‌ۚ

اُن کے آگے اور اُن کے داہنے ف۲ کہتے ہیں اے رب ہمارے پوری کر دے ہم کو ہماری روشنی اور معاف کر ہم کو

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ‏ ﴿۸﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ جَاهِدِ الۡكُفَّارَ وَالۡمُنٰفِقِيۡنَ

بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے ف۳ اے نبی لڑائی کر منکروں سے اور دغابازوں سے

وَاغۡلُظۡ عَلَيۡهِمۡ‌ؕ وَمَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ‌ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ‏ ﴿۹﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

اور سختی کر اُن پر ف۴ اور اُن کا گھر دوزخ ہے اور بُری جگہ جا پہنچے ف۵ اللہ نے بتلائی ایک مثل

لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوا امۡرَاَتَ نُوۡحٍ وَّ امۡرَاَتَ لُوۡطٍ‌ؕ كَانَتَا تَحۡتَ عَبۡدَيۡنِ مِنۡ

منکروں کے واسطے عورت نوح کی اور عورت لُوط کی گھر میں تھیں دونوں دو نیک بندوں کے

عِبَادِنَا صَالِحَيۡنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمۡ يُغۡنِيَا عَنۡهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيۡـًٔا وَّقِيۡلَ

ہمارے نیک بندوں میں سے پھر انہوں نے اُن سے چوری کی پھر وہ کام نہ آئے انکے اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی اور حکم ہوا

ادۡخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيۡنَ‏ ﴿۱۰﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا

کہ چلی جاؤ دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ اور اللہ نے بتلائی ایک مثل ایمان والوں کے لئے

امۡرَاَتَ فِرۡعَوۡنَ‌ۘ اِذۡ قَالَتۡ رَبِّ ابۡنِ لِىۡ عِنۡدَكَ بَيۡتًا فِى الۡجَـنَّةِ وَنَجِّنِىۡ

عورت فرعون کی ف۶ جب بولی اے رب بنا میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں ف۷ اور بچا نکال

مِنۡ فِرۡعَوۡنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِىۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَۙ‏ ﴿۱۱﴾ وَمَرۡيَمَ ابۡنَتَ

مجھ کو فرعون سے اور اُس کے کام سے اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے ف۸ اور مریم بیٹی

عِمۡرٰنَ الَّتِىۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِنَا وَصَدَّقَتۡ

عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو ف۹ پھر ہم نے پھونک دی اُس میں ایک اپنی طرف سے جان ف۱۰

بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتۡ مِنَ الۡقٰنِتِيۡنَ‏ ﴿۱۲﴾

اور سچا جانا اپنے رب کی باتوں کو اور اُس کی کتابوں کو ف۱۱ اور وہ تھی بندگی کرنیوالوں میں ف۱۲

وقف لازم ع ۲/۵

ف۴ حضرت کا خُلق اور نرم خوئی یہاں تک بڑھی ہوئی تھی کہ اللہ تعالٰی اَوروں کو فرماتا ہے تحمل کرو۔ اور آپ کو فرماتا ہے کہ سختی کرو۔

ف۵ پہلے مومنین کا ٹھکانا بتلایا تھا۔ یہاں اُن کے بالمقابل کفار و منافقین کا گھر بتلا دیا۔

ف۶ یعنی حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کیسے نیک بندے، مگر دونوں کے گھر میں اُن کی بیویاں منافق تھیں۔ بظاہر اُن کے ساتھ تعلق تھا لیکن دل سے کافروں کے شریکِ حال تھیں۔ پھر کیا ہوا؟ عام دوزخیوں کے ساتھ اُن کو بھی اللہ نے دوزخ میں دھکیل دیا پیغمبروں کا رشتۂ زوجیت ذرا بھی عذاب الٰہی سے نہ بچا سکا۔ ان کے برعکس فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم، پکی ایماندار، ولی کامل، اور اُس کا شوہر خدا کا سب سے بڑا باغی۔ وہ نیک بیوی میاں کو خدا کے عذاب سے نہ چھڑا سکی۔ نہ میاں کی شرارت و بغاوت کے جُرم میں بیوی کو کچھ آنچ پہنچی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی اپنا ایمان درست کرو۔ نہ خاوند بچا سکے نہ جورو، یہ (قانون عام طور پر) سب کو سُنا دیا ہے۔ یہ وہم نہ کیا جائے کہ (معاذ اللہ) حضرتؐ کی بیبیوں پر کہا۔ اُن کے لئے تو وہ کہا ہے (جو سورۂ "نور" میں ہے) "الطیبات للطیبین" اور اگر بفرضِ محال ایسا وہم کیا جائے تو امراۃ فرعون کی مثل کس پر چسپاں کروگے"۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ف۷ یعنی اپنا قرب عنایت فرما۔ اور بہشت میں میرے لئے مکان تیار کر۔

ف۸ یعنی فرعون کے پنجہ سے چھڑا اور اُس کے ظلم سے نجات دے حضرت موسٰیؑ کو انہوں نے پرورش کیا تھا اور اُن کی مددگار تھیں۔ کہتے ہیں کہ فرعون کو جب حال کھُلا تو اُن کو چومیخا کر کے طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا۔ اس حالت میں اللہ کی طرف سے جنت کا محل ان کو دکھلایا جاتا جس سے سب سختیاں آسان ہو جاتی تھیں۔ آخر فرعون نے اُن کو سیاسۃً قتل کر دیا۔ اور جامِ شہادت نوش کر کے مالکِ حقیقی کے پاس پہنچ گئیں۔ حدیث صحیح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے کامل ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ اور حضرت مریم کے ساتھ اُن کا ذکر کیا ہے۔ ہزاراں ہزار رحمتیں ہوں اُس پاک روح پر۔

ف۹ یعنی حلال و حرام سب سے محفوظ رکھا۔

ف۱۰ یعنی فرشتہ کے ذریعہ سے ایک روح پھُونک دی۔ حضرت جبرئیل نے گریبان میں پھونک ماری جس کا نتیجہ استقرارِ حمل ہوا، اور حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (تنبیہ) نفخ کی نسبت اپنی طرف اس لئے کی کہ فاعل حقیقی اور مؤثر علی الاطلاق وہی ہے۔ آخر ہر عورت کے رحم میں جو بچہ بنتا ہے اُس کا بنانے والا اُس کے سوا کون ہے بعض محققین نے یہاں "فرج" کے معنی چاک گریبان کے لئے ہیں۔ اس وقت "احصنت فرجہا" کے معنی یہ ہونگے کہ کسی کا ہاتھ اپنے گریبان تک نہیں پہنچنے دیا۔ اور یہ نہایت بلیغ کنایہ ان کی عصمت و عفت سے ہوگا۔ جیسے ہمارے محاورات میں کہتے ہیں کہ فلاں عورت بہت پاکدامن ہے اور عرب میں کہا جاتا ہے "نقی الجیب طاہر الذیل" اُس سے عفیف النفس ہونا مراد ہوتا ہے۔ کپڑے کا دامن مراد نہیں ہوتا۔ اس تقدیر پر "فنفخنا فیہ" میں ضمیر لفظ "فرج" کی طرف اُس کے لغوی معنی کے اعتبار سے راجع ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ف۱۱ رب کی باتیں وہ ہونگی جو فرشتوں کی زبانی سورۂ آل عمران میں بیان ہوئی ہیں۔ "وَاِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرۡيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰٮكِ وَطَهَّرَكِ" الخ اور کتابوں سے عام کتب سماویہ مراد لی جائیں۔ تخصیص کی ضرورت نہیں۔

ف۱۲ یعنی کامل مردوں کی طرح بندگی و طاعت پر ثابت قدم تھی۔ یا یوں کہو کہ قانتین کے خاندان سے تھی۔ (تم سورۃ التحریم وللہ الحمد والمنۃ وبہ التوفیق والعصمۃ)